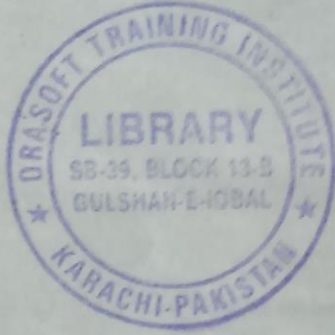


جامعہ کراچی کے نئے نصاب کے عین مطابق



جامع

رہنمائے

مخزن ادب

برائے

بی۔ اے، بی ایس سی، بی کام، بی سی ایس، ہوم سائنس

Orasoft Training Institute

مرتبہ

میاں کمال الدین

Rec. No.

2272

Call No.

Date

پاکستان بک سینٹر

اردو بازار کراچی

کراچی یونیورسٹی

اُردو لازمی کا نصاب برائے بی اے۔ بی ایس سی۔ بی کام۔ ہوم سائنس
 شعبہ اُردو جامعہ کراچی کی مجلس نصاب اُردو کالج استاذہ کے فائندہ دل پر مشتمل کلچر نے موجودہ اُردو
 لازمی کے نصاب "تغزین ادب" برائے بی اے۔ بی ایس سی۔ بی کام۔ ہوم سائنس کی ضرورت اور طویل
 ہونے کے پیش نظر فیصلہ کیا ہے کہ چوں کہ نصاب بہت طویل ہے اس وجہ سے اسے مختصر کر کے مختلف مجلسوں کی
 منظوری حاصل کرنے تک کے لیے فیصلہ کیا ہے کہ اگر اگلے امتحانات میں اس کتاب کے درجہ ذیل اسباق کی
 تدریس ضروری نہ سمجھی جائے گی اور اساتذہ اور طلبہ کے لیے انہیں امتحان کے لیے پیش نظر ضروری نہیں۔
 حصہ ستر کے درجہ ذیل اسباق کی تدریس ضروری نہ سمجھی جائے۔

حصہ ستر

- (۱) اصلاح تعلیم و نظام
 - (۲) کتب کے تعلق ایک دلچسپ نگاریت
 - (۳) ہم بیٹے ہیں یا مرگے
 - (۴) اُردو درجہ سببیت
 - (۵) کہیں کا بھول
 - (۶) اکیس گاہکیت
 - (۷) ماہرین ہیں انہیں
- حصہ ستم کے درجہ ذیل شعروہدوں کے کلام کو تدریس ضروری نہ سمجھی جائے۔
- حصہ ستم: درجہ ذیل شعروہدوں کی تدریس ضروری نہ ہوگی:
- غزلات: (۱) سبھی (۲) داغ (۳) اسرار (۴) مگر (۵) کائن
- مطالعہ: دہائے شہسوار

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تاریخ اشاعت -----
 کپڑا رنگ -----
 نگرال -----
 قیمت -----

آفتاب برادر پرنٹرز
 021-2626521

اسٹاکسٹ

پاکستان بک سینٹر

اُردو بازار کراچی

فہرست مضامین

حصہ ”دعوتِ شریعت“

صفحہ نمبر	مصنف	صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
9	میر حسن دہلوی	13	میر درد سے درد ویش کی	1
19	ردب علی بیگ برادر	23	بندگی کی تیر و پل زل زل	2
31	غالب	33	ظفر و غالب	3
43	سر سید احمد خان	47	قوی قلم قوی ہمدردی اور باہمی اتفاق	4
57	مولانا محمد حسین آزاد	63	اصلاح تعلیم اطفال	5
71	سید مہدی علی حسن الملک	74	قوی عزت	6
81	مولوی بنو براجم	85	کتاب کے مکتب ایک دلچسپ حکایت	7
94	مولانا الطاف حسین حالی	98	ہم جیتے ہیں یا مر گئے؟	8
107	علامہ شبلی نعمانی	110	سر سید خرم اور اردو لٹریچر	9
118	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان	120	ہمارا معاشرہ اور عربی	10
128	فرحت اللہ بیگ	135	مولوی صاحب کولہ پے ترجمہ پرناؤ تھا	11
143	مولوی عبدالرحمن	150	سید لالہ سمندر	12
157	جہاد سید علیہ السلام	161	ازدواجِ محبت	13

پہلی سہ ماہی

اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اس سال شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ کراچی کی ذمہ داری کے لئے اردو لٹریچر کا نیا اور جامع نصاب رائج کیا اور بڑے سوں سے ایک ہی نصاب پر جامعہ ہوا۔ یہ نصاب آسانی و جامع معیار کی اور دلچسپ ہے۔ اس کی ترتیب و تدوین میں جن بزرگوں نے مدد و معاونت فرمائی ان کی خدمت شائد سے کام لیا۔ وہ بلا طور پر ہر ایک اور مرید کے متعلق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے اور عافیت دے اور انہیں تندرست سلامت رکھے۔ آمین۔

باب اٹھائیس۔
میں تمام ان مصنفین، مؤلفین اور مرتبین کا خلوص دل سے شکر گزار ہوں جن کی تصانیف اور تالیفات نے مجھے ”فہرست مضامین“ کی تالیف میں کام آئیں جن کے کئی کئی ایام میں مرید تھیں۔ ان میں جو حضرات اس ادارہ فانی سے کوچ کر گئے، ان پر خداوند لا یرحمہ ان کی رحمت بادل مل رہا ہے۔ ان کی قبر کو رحمت سے منور کرے اور جنت میں انہیں دروازہ با فتح عطا فرمائے آمین۔ یا بوجلہاں والہ اکرام۔

میں بالخصوص سر سید احمد خان صاحب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری حالات کے دوران اس کتاب کی تالیف میں مدد کی اور اس سروس کا ڈال ڈال کر مطالعہ کیا اور کئی ایک مرتبہ مشورے بھی دیے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے دنیا و آخرت میں خیر و برکت کے دروازے کھلے دے۔ آمین یا رب العالمین۔

آخر میں راقم سطور صاحب کا ہمہ کتب سے شکر گزار ہے جن کے حوصلہ افزا و تعاون اور مشرت گری کے باعث اس کتاب کی اشاعت ممکن ہوئی۔ خدا ان پر اپنا کم فرمائے اور انہیں علم و ادب کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رزاق ذوق و اشتیاق۔

انتظار

میاں کمال الدین

شعبہ ادب و شہ کراچی
۱۰ مارچ ۲۰۲۰ء

نمبر شمار	غزل کا پہلا مصرعہ	مؤلف	شاعر کا نام	صفحہ نمبر
7	اسے آرزو ہے قتل و زوال کو تھا منا	304	موسن	300
8	! دھرد کیلے لینا اُدھر دیکھ لینا	312	داغ	308
9	لے لے جس اس ادا سے کہ گویا تھا نہیں	319	حسرت سوبانی	315
10	آلام روزگار کو آساں بنا دے	326	امیر	323
11	ہاں کیے سے کہیں راز غم نہاں ہوا	333	جگر	331
12	یگانہ اختیار ہوا	342	قادی	338
13	بہت پہلے سے قدموں کی گاہت میں بیٹے کر	347	فراق	345
14	سے جان کے ساتھ دور اک ایران کا زرگی	353	یاس	350
15	کون جاس کر شام میں اسے صاحب ہوش	354	سب توپا	357
16	شام ہوا اب نہ بچ آئی اور آئے کس کی	375	فیض	371

قصائد

1	دور گاہ	383	سور	380
2	ساروں میں ادا کر رہی شوال و کھال	393	اردی	390

مثنویات

1	سے اتر آئی بلا ساقی	407	ہر شمس	404
2	آوارہ و آکاوی	421	میر تقی میر	418

نمبر شمار	مثنوی	مؤلف	مصنف	صفحہ نمبر
14	مفت کرم داشت	172	پہم چند	17
15	جانی دشمن	181	عصمت چٹائی	19
16	سیا و سفید	193	غلام عباس	17
17	کیاں کا پھول	203	احمد عظیم قاسمی	10
18	ابر کا کھیت	214	رشید احمد صدیقی	19
19	لاہور کا جھڑپ	222	پطرس بخاری	19
20	ہمارا بیگانش	231	مشاق احمد یوسفی	29
21	مینار پاکستان	239	منیر رسوور	37

حصہ ”دلگرم“ - غزلیات

نمبر شمار	غزل کا پہلا مصرعہ	مؤلف	شاعر کا نام	صفحہ نمبر
1	تسلی ہے بسک میں ہیں لاشیں	249	خدیجہ میر درد	14
2	تا کہ جو وہ صدمہ سمایا آ گیا	256	میر تقی میر	14
3	مثنوی تھکے اہل مصر کر گیا	271	مصحفی	16
4	دشت دل نے کہا ہے وہ ہاں پیدا	280	آتش	16
5	دشت کی کی کی گوارا میں نہیں	287	ناخ	16
6	دیر میں کٹش و لا و نہ تلی نہ ہو	294	غالب	16

1. The first part of the paper is devoted to the study of the properties of the function $f(x)$ defined by the equation

تعارف:

[illegible]

اسلوب نگارش:

[illegible]

430	میراث	432	برای	1
436	عالی	439	برای	2

منظومات

443	قصہ امیر آریائی	446	کل تیس ذاتی دوست	1
436	عالی	452	برہنہ ثنائی	2
459	جلیبی نمناں	462	اعلام کے بتوں کے اسباب	3
357	ایٹال	470	اذان	4

قطعات

473	اکبر الہ آبادی	477	جہ کی سہاگیا ت کا مژدہ نہیں ہا	1
457	اقبال	482	ہسارے	2
486	چتر سچ آبادی	490	دورگی	3
494	سہاگیا کبر آبادی	497	سور تافا تھ سور تافا اعلیٰ سور تافا سور تافا لاس	4
506	احسان رائے	511	کھنڈ	5
515	خجیہ جانیہ سوری	518	سانائی امر	6
522	ن۔م۔رائے	523	دھرت	7

نقطہ	مقام	نقطہ	مقام	نقطہ
نوبت	پانی	مرات سے مجھ کا	مقام	مقام
۱۲۱	تھہ	دلا دئی	پانی	پانی
چنٹ	پاگل	مرانگی	مرانگی	مرانگی
لٹی	گھڑی	خود بخود میر پڑا	خود بخود میر پڑا	خود بخود میر پڑا
پوش	پینٹ	مالک	مالک	مالک
آتش پوٹ	گلری کی پیٹنے والا۔ پیچہ	میدیا	میدیا	میدیا
خضف چھائی	آگ کی بجائے اور پھر	لنڈن	لنڈن	لنڈن
ہفت	سات	کرچائی	کرچائی	کرچائی
انیم	سلطنت۔ دلائی	چک	چک	چک
عزت کیم	مارا گیا اور اسے اسٹیم	نٹنری کر	نٹنری کر	نٹنری کر
آٹلیہ	سورج	دریغ کھڑا	دریغ کھڑا	دریغ کھڑا
اکارہ	کرکبی بی بی	۱۵۳۷ء	۱۵۳۷ء	۱۵۳۷ء
مخاطب	سب سے زیادہ اور زیادہ	۱۵۳۷ء	۱۵۳۷ء	۱۵۳۷ء
دراغ	دراغ	۱۵۳۷ء	۱۵۳۷ء	۱۵۳۷ء

[illegible]

تعارف: کتبِ عمر
کرتے ہیں
جانتی تصویر
کی "بازار"
نہایت دلکش
ملاحظہ

[illegible][illegible]

सहस्रनाम

لہذا وہاب کی تعریف کرتے ہوئے جناب فقہ عظیم نے فرمایا "اس کی ضرورت کے لئے"۔

زینت من کا رنگ

نواز قزلباش کے ہمراہ سیکرٹری جنرل عمران گل کو بھی لے گیا۔ گل نے کہا کہ وہ اس وقت لاہور میں موجود ہیں۔

John

2
محلہ ۲

(W. J. H. J. H. J.)

2020-01-14

የገንዘብ ምርት በሰው ኃይል የተከናወነበት ሲሆን ይህም በአጠቃላይ በፊት ለፊት የሚመለከቱ አስተያየቶችን እና ማስረጃዎችን ያመለክታል።

State	Year	City	County
Alabama	1900	Mobile	Mobile
Alabama	1910	Mobile	Mobile
Alabama	1920	Mobile	Mobile
Alabama	1930	Mobile	Mobile
Alabama	1940	Mobile	Mobile
Alabama	1950	Mobile	Mobile
Alabama	1960	Mobile	Mobile
Alabama	1970	Mobile	Mobile
Alabama	1980	Mobile	Mobile
Alabama	1990	Mobile	Mobile
Alabama	2000	Mobile	Mobile
Alabama	2010	Mobile	Mobile
Alabama	2020	Mobile	Mobile

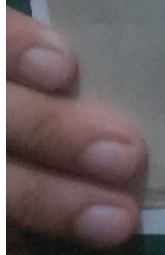
خطوط
 خطوط کے معنی ہیں جو کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہیں۔ مثلاً کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہوئے خطوط۔
 خطوط کے معنی ہیں جو کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہیں۔ مثلاً کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہوئے خطوط۔

خطوط کے معنی ہیں جو کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہیں۔ مثلاً کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہوئے خطوط۔

خطوط کے معنی ہیں جو کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہیں۔ مثلاً کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہوئے خطوط۔
 خطوط کے معنی ہیں جو کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہیں۔ مثلاً کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہوئے خطوط۔

خطوط کے معنی ہیں جو کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہیں۔ مثلاً کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہوئے خطوط۔
 خطوط کے معنی ہیں جو کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہیں۔ مثلاً کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہوئے خطوط۔

خطوط کے معنی ہیں جو کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہیں۔ مثلاً کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہوئے خطوط۔
 خطوط کے معنی ہیں جو کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہیں۔ مثلاً کسی چیز کے اندر سے نکلتے ہوئے خطوط۔



سرسید احمد خان

سرسید احمد خان 1817ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام میر تقی تھا جن کا بہادر شاہ ظفر

کے دربار سے فاضل تھیں۔

سرسید کی والدہ (میرزہ انصاریہ بیگم) کا تعلق فیروز پور کے شاہ خاندان سے تھا۔ اور وہ خود ہی پائے

سرسید کے چچین اور جانی میں دینی تعلیم کا سرگزشتی۔ سرسید نے عربی، فارسی اور دوسرے

کئی زبانیں سیکھیں۔ ان کی تعلیم و تربیت پائی تھی۔ ان کی تربیت میں ان کے ماموں ماسکوں اور بچوں کی صحبت سے

محبت سزاوارتہ تھی۔ ان کے علاوہ سرسید احمد خان شاہ ولی اللہ کے گھرانے سے بے حد متاثر

تھے۔ اور شاہ اسماعیل شہید کے مکتوں میں شرکت کی سادات حاصل تھی۔ ان تمام کتابت نے آگے

چل کر سرسید احمد خان کا ایک تعلیم یافتہ بنایا۔

مقام لاہور تھیں۔

سرسید احمد خان اردو ادب کی اہم اور پہلو دار شخصیت تھے۔ ان کا شمار اردو ادب کے عناصر

میں ہوتا ہے۔ اگر اردو ادب سے غائب کو کمال دیا جائے تو کچھ سرسید اس دور کے ہیہ نظر آتے ہیں۔ ان

کا دور اردو متحرک و زریں دور کہلاتا ہے۔ کیونکہ سرسید کی شو کو پید اردو متحرک کا تھکا آکا کہا جاتا ہے۔ انہوں

نے صحیح اور صحیح عبارت کو رائی کے خلاف کامیاب کاغذ قائم کیا۔ سرسید نے سادہ اور سلیج کر کو دراج دے

کر اردو زبان و ادب پر احسان کیا۔ ان کے مضامین سے پہلے میرا کن دہلوی کی بائیں زبان بہت

غلط و غائب کے نمونے ضرور ملے ہیں۔ جنہوں نے سرسید کے لیے راہ ہموار کی۔ لیکن یہ دونوں تجربہ بہت

محدود تھے۔ اور یہ دونوں تجربے علمی مضامین کے لیے کسی طرح بھی کافی نہ تھے۔ اس لئے زبان کو دراج

دینے کا بڑا سرسید کے سر ہے۔ انہوں نے نہ صرف اردو مضامین لکھے، بلکہ اپنے ہم عصروں سے بھی سادہ

اور علمی زبان میں مختلف موضوعات پر مضمونیں لکھائے۔ یہ میرزاں احمد سرور نے سرسید کے بارے میں لکھا

ہے۔

”ان کے مضامین میں لیکن کا منتقلی اور غلطی غلط نظر آتھیں اور ایسے ہیں کہ غلطی اور معاشرتی

مصوبی اور پیکار کا زور دیکھتا ہے۔“

سرسید احمد خان نے مشہور مگر بڑی ادیب ایسے ہیں کہ طرح اردو ادب کو خائف ہوں اور دو باروں

کریں۔ اگر غالب اردو متحرک طرف متوجہ ہوتے تو شاید اس میں جدت پیدا ہونے کے لئے

ممتد کا نہ ہوتا۔ غالب کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ انہوں نے اردو متحرک میں غلطیاں لکھے ہیں جنہیں

کئی کچھ بار سے کران میں صرف روٹی پیرا کر دی لکھ کر پڑھیں۔ یہ بھی ختم کر دیا گیا

لئے غالب کو توجہ دے گا لیکن کیا جاتا ہے۔

سوال ترقی غلط و غائب کی حیثیت کے اسباب جان لیجئے؟

جواب۔ غالب اپنے دور کے بہترین گوشت نگار تھے۔ انہوں نے فارسی اور اردو دونوں زبانوں

غلط لکھے۔ غالب سے پہلے اردو میں غلطیاں لکھنے کا نام نہ تھا کیونکہ سرکاری زبان کا نام نہ

گئی جب غالب نے اردو متحرک میں اپنے خیالات کو لکھ کر پیش کیا تو لوگ ان کی خبر کو بھلا

لے کر پڑھتے تھے۔ جس کی وجہ سے ان کو اس انداز میں دکھائی گئے تھے جیسے اردو سب آئے مائے

منظر کر، چہ ہوں۔ گویا انہوں نے اس کے کمال کا نام نہ کیا اور اس میں جدت

نہ دیکھ کر کہ یہ ساری غلطیاں جس بھی غالب کے غلط و غائب کے اسباب ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ان کے معنائیں "بھگت گورو"، "گورو داس"، "گورو تاراں دھاراں" میں پوری طرح پائی جاتی ہیں۔

9۔ چٹیل لکڑی:

سربوکی گرو چٹیل کی پتی ہے اس ضمن میں ان کے معنائیں "اسیر کی فکری اور" "روشن کار واپا کاسک" ہے۔ گورو چٹیل لکڑی کے بیان میں مولانا محمد حسین آزاد کی طرح لکھتے ہیں:

10۔ انگو پڑی لٹا لٹا کا استعمال:

سربو نے انگو پڑی میں انگو پڑی لٹا لٹا کی کٹ ہے۔ استعمال کیے ہیں۔ کٹا جو ہے

قریب کا سب خواب ہو گیا ہے۔ اور اہل بیت چٹیل ہو گئی ہے۔

11۔ عمارات کا استعمال:

سربو نے اپنی گزریاں میں عمارات اور دوزخ کا اس قدر استعمال کیا ہے کہ اس سے

طرز نگارش میں مایوسی پائی گئی ہے۔ اور عمارت کی شکل ہو گئی ہے۔

مواصلے میں دھولوں نامیائیں سربو کی گزریاں میں محدودیت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ پکڑ

سموت میں تو انکی اصلاح کرنا چاہتے تھے اور کسی نہ کسی طرح تو کام پانا پڑتا تھا۔ چاہتے تھے۔

الطرح سربو عمارتوں میں عمارتوں کے پانی اور دوزخ کے صورت میں مایوسی پائی ہیں۔

گزریاں میں مایوسی پائی ہے۔ ان کی گزریاں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔

تصانیف:

سربو نے عمارتوں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔ ان کی گزریاں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔

مواصلے میں دھولوں نامیائیں سربو کی گزریاں میں محدودیت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ پکڑ

سموت میں تو انکی اصلاح کرنا چاہتے تھے اور کسی نہ کسی طرح تو کام پانا پڑتا تھا۔ چاہتے تھے۔

الطرح سربو عمارتوں میں عمارتوں کے پانی اور دوزخ کے صورت میں مایوسی پائی ہیں۔

گزریاں میں مایوسی پائی ہے۔ ان کی گزریاں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔

تصانیف:

سربو نے عمارتوں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔ ان کی گزریاں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔

مواصلے میں دھولوں نامیائیں سربو کی گزریاں میں محدودیت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ پکڑ

سموت میں تو انکی اصلاح کرنا چاہتے تھے اور کسی نہ کسی طرح تو کام پانا پڑتا تھا۔ چاہتے تھے۔

الطرح سربو عمارتوں میں عمارتوں کے پانی اور دوزخ کے صورت میں مایوسی پائی ہیں۔

گزریاں میں مایوسی پائی ہے۔ ان کی گزریاں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔

قومی تعلیم، قومی ہمدردی اور باہمی اتفاق

تعارف:

سربو نے عمارتوں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔ ان کی گزریاں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔

مواصلے میں دھولوں نامیائیں سربو کی گزریاں میں محدودیت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ پکڑ

سموت میں تو انکی اصلاح کرنا چاہتے تھے اور کسی نہ کسی طرح تو کام پانا پڑتا تھا۔ چاہتے تھے۔

الطرح سربو عمارتوں میں عمارتوں کے پانی اور دوزخ کے صورت میں مایوسی پائی ہیں۔

گزریاں میں مایوسی پائی ہے۔ ان کی گزریاں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔

تصانیف:

سربو نے عمارتوں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔ ان کی گزریاں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔

مواصلے میں دھولوں نامیائیں سربو کی گزریاں میں محدودیت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ پکڑ

سموت میں تو انکی اصلاح کرنا چاہتے تھے اور کسی نہ کسی طرح تو کام پانا پڑتا تھا۔ چاہتے تھے۔

الطرح سربو عمارتوں میں عمارتوں کے پانی اور دوزخ کے صورت میں مایوسی پائی ہیں۔

گزریاں میں مایوسی پائی ہے۔ ان کی گزریاں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔

تصانیف:

سربو نے عمارتوں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔ ان کی گزریاں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔

مواصلے میں دھولوں نامیائیں سربو کی گزریاں میں محدودیت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ پکڑ

سموت میں تو انکی اصلاح کرنا چاہتے تھے اور کسی نہ کسی طرح تو کام پانا پڑتا تھا۔ چاہتے تھے۔

الطرح سربو عمارتوں میں عمارتوں کے پانی اور دوزخ کے صورت میں مایوسی پائی ہیں۔

گزریاں میں مایوسی پائی ہے۔ ان کی گزریاں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔

تصانیف:

سربو نے عمارتوں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔ ان کی گزریاں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔

مواصلے میں دھولوں نامیائیں سربو کی گزریاں میں محدودیت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ پکڑ

سموت میں تو انکی اصلاح کرنا چاہتے تھے اور کسی نہ کسی طرح تو کام پانا پڑتا تھا۔ چاہتے تھے۔

الطرح سربو عمارتوں میں عمارتوں کے پانی اور دوزخ کے صورت میں مایوسی پائی ہیں۔

گزریاں میں مایوسی پائی ہے۔ ان کی گزریاں میں مایوسی کے لیے لکھیلی رہا ہیں۔

ہواری قوم میں نظر نہیں آتی ہیں ہواوری قوم ترقی کا اولین مرحلہ ہیں ہے کہ ہم سب آپس کی محنت سے
 عداوت کا نشانہ بن جائیں اور جنگی سے بدل لیں۔ ہم کو کسی شخص سے اس خیال پر گروہ نہیں ہے بلکہ
 ہے بلکہ ہم سب سے باطن میں اس کا تعلق اس سے بھی بدتر فرق سے ہو چکا ہے وہ خدا کے
 جتن جانتا ہے کسی قسم کی عداوت کا نشانہ نہیں رہا ہے۔ بلکہ اس کو کسی بھائی اور گھٹے کا شریک
 اور اس خیرے کو کسی کا گھنا چاہیے جس کو گھنائے کا گم کیا ہے۔

ہمیں اپنے ذاتی مفاد اور فروعی کی بنا پر آپس میں دشمنی اور محبت کا تمیز کرنا چاہیے۔
 اس میں اور ذاتی کی بات یہ ہے کہ کسی ایسی چیز سے دشمنی رکھیں جس کا اثر خود اپنی حد تک
 ہے اور ہم کو اس سے کچھ بھی تکلیف اور نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ہمیں صرف انسانیت کی بنیاد پر
 دوسرے سے محبت کا اس دور کی ایک دوسرے کے احاطہ اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی رکھنی چاہیے
 اور یہ تمام امور قومی ہمدردی کا نام دیتے ہیں جس سے خدا کے گم کی کمی کا احاطہ اور آپس میں
 ہمدردی کا حق قومی ہمدردی کا نام ہو سکتی ہے جو قومی ترقی کے لیے پہلی منزل ہے۔
 ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم ہمدردی کی بنیاد پر اس بھائی چارے کو گم کر کے کسی کو شریک کر
 فروعی سطح پر کسی ہمدردی کی پیش ہوتی ہے کہ ہم سب سے جدا جدا سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ ہمارے
 ہمارے غریب کا ایک ٹکڑی چروہ ہے۔ ہمیں اپنے چروہ سے ہی اپنی محبت اور بھائی چارے کا
 کا گم کر کے آواز کرنا چاہیے تاکہ ہواوری یہ فروعی اور قومی ہمدردی اور محبت کا مقام
 کر سکے۔

آپس کی محبت، ہمدردی اور اخوت ہی سب کچھ ہے۔

بعض بزرگوں کا قول ہے کہ ہر طرح دنیا میں ذاتی تاہیہ ہے اس طرح آپس میں اتفاق
 چاہیے۔ جس کی دلیل انہوں نے یہ دے دی ہے کہ تمام انسان مختلف خیالات کے مالک ہوتے
 اور سب کے فرائض مختلف ہوتے ہیں۔ یہ قول بھی اتفاق کے بارے میں تو سمجھا رہا ہے کہ سب کے
 تکرار کی اتفاق کا تعلق ہے اس پر انسانوں کی طبیعتوں اور فرائض کا مختلف ہونا اثر انداز نہیں ہوتا۔
 قوم کی فلاح اور سب کی فلاح کا نام ہے۔ قوم کی مشیبتی سب کی ہی مشیبتی ہے اور قوم کا
 سب کی ہی ہے۔ اس لیے قومی فلاح اور انسان سب کی مشیبتی ہوتے ہیں اور قومی مفادات کے
 قومی مفادات کا تکرار کر دیا جاتا ہے۔

ہمدردی اور محبت کا نام ہے۔ ہمدردی اور محبت سے بلا سبب یہ ہے کہ ہم نے قومی افواہ
 نہ کر کے اپنے مفادات کو بڑا کر دیا ہے۔ بلکہ ہم نے اپنے مفادات کو بڑا کر دیا ہے۔ بلکہ
 ہمدردی اور محبت کے نام پر ہمدردی اور محبت کو بڑا کر دیا ہے۔ بلکہ ہم نے اپنے
 کی قومی ہے اس کو گھٹا کر دیا ہے تاکہ ہمدردی اور محبت کا نام چاہیے اور نہ جانے والے کاموں

پرکت رہتی ہے۔ ہمارے اندر اس بات کا جوش اور دلول ہونا چاہیے کہ ہم فروعی سطح سے ہٹ کر اپنی
 فروعی کو شریک کر لیں تاکہ قومی ہمدردی محبت اور قومی اجتماع کو فروغ دیا جائے۔ "اللہ تعالیٰ خیر فرماتا ہے
 کہ جو قوم اپنی حالت تبدیل کرنے کی فکر کو پیش نہیں کرتی ہم کسی اس کی حالت تبدیل نہیں کرتے۔"
 فروعی اتفاق اور ذاتی اتفاق قومی ہمدردی کو بڑا کر کے رکھ دیتی ہے اور اپنا فروعی فرائض کا باعث بنتا
 ہے اور ہمیں سرحد کی فروعی دماغ ہے۔

مرکزی خیال:

مرسد احمد خان کے اس مضمون کا مرکزی خیال یہ ہے کہ اسلام نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک
 روحانی رشتہ میں منسلک کر کے ایک گروہ واحد کی انتہائی بلندی میں پہنچا دیا ہے۔ اور جب اس گروہ میں
 کے تمام رشتے قائم کر دیے۔ اس میں اس بات کا ہے کہ مسلمانوں میں دوستی اور محبت اور ایک جہتی کی خواہش
 دوسرے دوسرے سے قائم ہو گئیں۔ اور اس کی جگہ خدا، عداوت اور بغض کے جذبات نے لے لی۔ یوں وہ
 مختلف گروہوں اور فرقوں میں بٹ گئے اور قومی کے ہر میدان میں دوسروں سے پیچھے رہ گئے۔ چنانچہ
 مسلمانوں کو اپنا پہلا مقام حاصل کرنے کے لیے قومی اتفاق اور قومی ہمدردی کی خواہش کا پتہ چاہیے
 کیونکہ ہمیں وہ خواہش ہیں جو قومی کے لیے پہلی منزل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
دماغدار	طویل عرصہ	متزلزل	ثوابل - بردباری
بالتر	بائتر	نسباً - دنیا	مکمل کے معانی ہیں
تجربہ و تاجرو	تجربہ و تاجرو	دانش	چائنہ - خیال میں
عمر و توانائی	مشیر و گرفت	تقویٰ قوی	قوی و تقویٰ
افضل شخص	دانش و مشیر و تاجرو	تاجیک	تاجکستان کا رہنے والا
عداوت	دشمنی	نفاق	دھاندلی
مردود	کینہ گھراؤ ہوا	قطعہ	عزت افزائی کے لئے
بالکامہ	اس کے باوجود	فرمانی مسائل	وہ مسائل جو مجلس سے
منقلد	آئینہ کی پوری کرنے والا	جمیعت	گروہ، جماعت

سوانح عمری کے ساتھ مل سکتی ہے۔ آگے اردو پر دوسرا آداب صرف انشاء پر دیا ہے جن کو کہیں کی ضرورت نہیں

پڑھ کر جو محسن نے آداب کے بارے میں لکھا ہے

”آداب اپنے معاصرین میں ایسے بزرگ ہیں جو عقلی ادیب تھے ان کے معاصرین ان کے نام سے متعارف کر گئے تھے۔ ان کی ادبی حیثیت کا توئی تھی، آداب کے ہاں محسن نے غور و فکر سے ایک خاص وصال کا تاج تزیین کیا تھا۔ استعارات کا دلکش انتخاب اور لفظوں کا دلچسپ اسلوب اس حقیقت کی واضح نشان دہی کرتی ہے کہ ان کو ہر چیز پر وقیع دیتے تھے“

انھوں نے آداب کی لطافت زبان، شہرت و رنگین اور دلچسپی کی بناء پر قادی کے ذوق اور آسودگی لکھا ہے۔ ان کے اعجازِ بیان میں ایک ہر جگہ ایسی ہے۔ ان کی فکر بلند ہے۔ ان کے اسلوب صوفی کے تصور و شاعر کے لفظ، عارف کی آرزو اور لغت کی رنگینی سے تیار ہوا ہے۔ غرض کہ آداب کی ذات میں انھیں تھے اور ہر طرح کا ادیب تھے۔

وہ شاعر تھے ”انعم آداب اس کا ثبوت ہیں

وہ قادی تھے ”خیر دان قادی اور ادب حیات کی شام ہیں

وہ تاریخ نویس تھے ”قصص البائس اور دہلی کی گواہ ہیں

کسی شاعر نے آداب کے بارے میں کیا خوب کہا ہے

”لکھا ہے اس نے لکھیں ایک ایک لکھ

قصداں ہے لکھ میں لکھا کہ سوج زندگی

اصلاح تعلیم اطفال

تعارف:

آگے اردو محسن آداب ایک ادیب، نقاد، مؤرخ اور شاعر ہیں۔ انھوں نے ہر عمر میں سب سے بڑھ کر وہ ایک شاعر، نقاد اور بلند پایہ انشاء پر دیا تھے۔ اردو شاعروں میں آداب کی حیثیت بہت ممتاز اور نمایاں ہے۔ ان کی تحریر کا کمال سادگی اور سہجہ لکھی ہے۔ انھیں انشاء پر دیا کی اعتبار سے آداب صرف اول کے شاعر ہیں۔ ان کی تحریر فلسفاتی اور پہلو دار ہے۔ انھیں شہرت عام اور بڑے دوام ان کے اسلوب نگارش نے بخشا۔ آداب لطافت زبان، دلربا اعجاز بیان اور بلند پایہ فکر میں اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔

زیر نظر مضمون میں مولانا محمد حسین آداب کی منفرد انشاء پر دیا کی فلسفاتی جو ہر دکھائے نظر آتے ہیں۔ اس میں کا اہم نکتہ یہ ہے کہ وہ بچپن کے دور کو علم حاصل کرنے کا آغاز دیکھتے ہیں اور پھر عمر کے مختلف مراحل میں مختلف علوم پر جانے کی ہدایت کرتے ہیں۔ نیز تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کی اخلاقی تربیت کرنے پر بھی زور دیتے ہیں۔

خلاصہ:

مولانا محمد حسین آداب اپنے مضمون ”اصلاح تعلیم اطفال“ میں یہ بات ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے جس کے شرائط ہیں بچا ہیں۔ وہ بچوں پر تعلیم کو بروقت ہونے کے خلاف ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بچہ کی طبیعت ہے کہ ادبیات کی مدد سے درخت پر گڑھ فیصل کے پھل آگے چاہتے ہیں۔ مگر ایسا کرنے سے پہلے تو ضرور سٹے گا۔ گڑھ درخت کو روکا جائے گا اور آئندہ پھل لانے کے قابل نہیں رہے گا۔ اسی طرح بچوں کو بروقت اور بے وقت تعلیم دلوانے سے بچوں کی تعلیم کی طرف رغبت ختم ہو جائے گی اور وہ تعلیم کے حقیقی مقاصد سے ہمراہ منہ نہ ہو سکیں گے۔

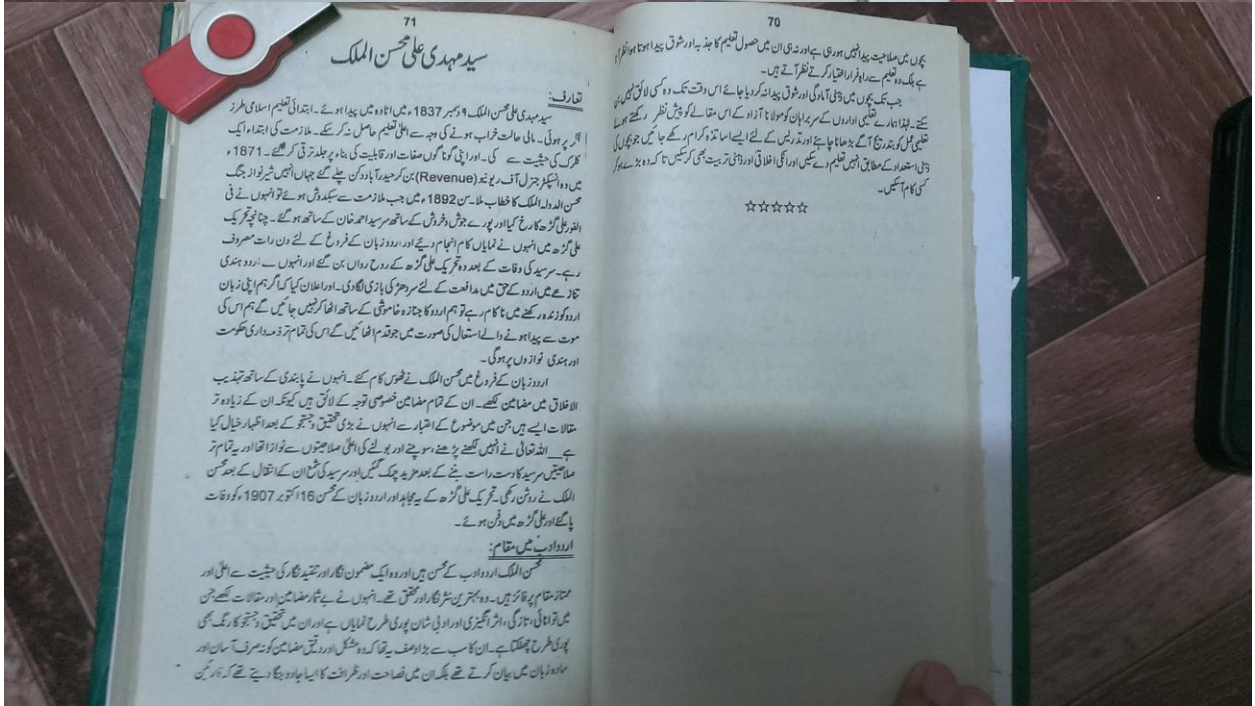
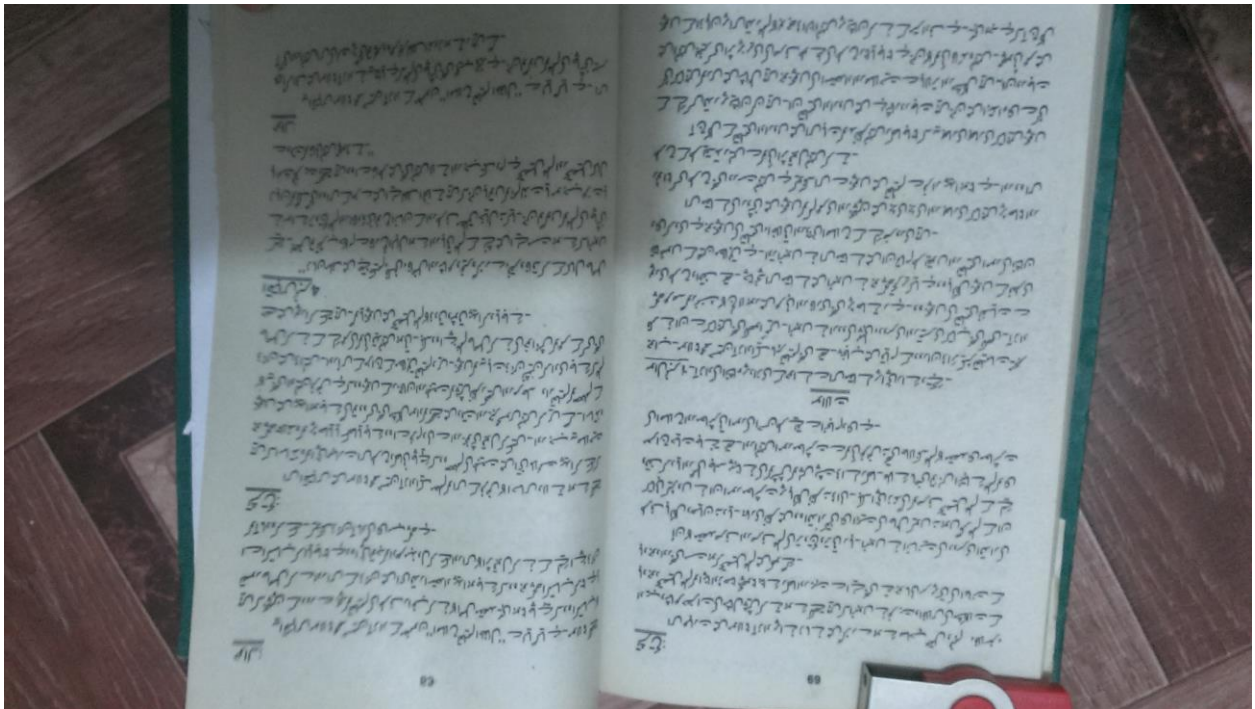
مولانا محمد حسین آداب کے مطابق کتابیں مناسب وقت پر بچوں کو اس انداز میں پڑھانی جائیں کہ ان کی طبیعت پر بوجھ نہیں بگڑاں میں پڑھنے کا ذوق و شوق پیدا کریں اور ان پر اثر انداز ہوں۔ بے وقت اور بے موقع تعلیم اور ان کی طبیعت کے خلاف ہونے کی سوا کوئی برقی خصوصیت ہے۔ بچہ اس سے ان پر کوئی اثر نہ ہوگا بلکہ بچوں میں تعلیم سے بے رغبتی اور ردی پیدا ہو جائے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بات کو سمجھنا آسان ہے لیکن اس کا ذہن میں رکھنا اور اس پر عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ مقصد یہ ہے کہ بچوں کو سہل و آسان طریق تعلیم دی جائے کہ وہ اعلیٰ تعلیم کے لائق بن سکیں اور ان کا عائد قوی ہوتا جائے۔

عزل: یہاں سے جو شخص اسلام قبول کرے گا اسے اللہ تعالیٰ سے اپنی اپنی طرف سے عفو و بخشش ہوگی۔

۱۳۱۱
۱۳۱۲

افسوس! "میں نے اپنے لیے عجیبے عجیبے لوگوں کو چنے لیے۔ میں نے اپنے لیے لوگوں کو چنے لیے جو مجھے اپنے لیے نہیں چنے۔" (1 کورنثی 12: 2)

[illegible]



سید مہدی علی حسن الملک

تعارف:

سید مہدی علی حسن الملک ۹ دسمبر 1837ء میں آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اسلامی طرز
آ کر ہوئی۔ مابقی حالات غائب ہوئے کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ ملازمت کی ابتداء ایک
'کرک کی حیثیت سے کی۔ اور اپنی کمائی کو منافع اور قسب کی بنا پر ملداری کر گئے۔ 1871ء
میں وہ انگریزوں کے آدھے (Revenue) میں راجد یا آبادوں کے لئے جہاں انگریزوں کو لڑائی
حسن الملک کا خطاب ملا۔ 1892ء میں جب ملازمت سے سبکدوش ہوئے تو انہوں نے فی
الحق ملکہ کا رخ کیا اور پورے جوش و خروش کے ساتھ سرحد احمد نادر کے ساتھ ہو گئے۔ چنانچہ تحریک
رہے۔ سرحد میں انہوں نے نمایاں کام انجام دیتے اور اردو زبان کے فروغ کے لئے دن رات مصروف
تھے۔ سرحد کے وفات کے بعد وہ تحریک ملی گڑھ کے دور میں رہے اور انہوں نے اردو ہندی
اردو کو زندہ رکھنے میں کام کیا۔ وہ قوم اور زبان کو زندہ رکھنے کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جدوجہد میں ہم آہنگ
موت سے پہلے اپنے لئے مسائل کی صورت میں جو رقم فراہم کیے اس کی تمام رقم اردو زبان کی حکومت
اور ہندی قوم کو دی ہوئی۔

اردو زبان کے فروغ میں حسن الملک نے فحش کام کیے۔ انہوں نے ہندی کے ساتھ تہذیب
الافاق میں مضامین لکھے۔ ان کے تمام مضامین خصوصی توجہ کے لائق ہیں کیونکہ ان کے زیادہ تر
مقالات ایسے ہیں جن میں مسلمانوں کے اظہار سے انہوں نے بڑی تحقیق و جستجو کے بعد اظہار خیال کیا
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں لکھنے دینے اور پڑھنے کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا تھا اور یہ تمام تر
صلاحیتیں سرحد کی راست راست بننے کے بعد مزید چمک اٹھیں اور سرحد کی شان ان کے انتقال کے بعد حسن
الملک نے روشن رکھی۔ تحریک ملی گڑھ کے پیرچہ اور اردو زبان کے حسن 16 اکتوبر 1907ء کو وفات
پانے اور ملکہ گڑھ میں دفن ہوئے۔

اردو ادب میں مقام:

حسن الملک اردو ادب کے حسن ہیں اور وہ ایک مضمون نگار اور تنقید نگار کی حیثیت سے اعلیٰ اور
مستور مقام پر فائز ہیں۔ وہ ہجرتی نثر نگار و محقق تھے۔ انہوں نے بے شمار مضامین اور مقالات لکھے جن
میں قولی، جزئی، اور انگریزی اور ادبی شان پوری طرح نمایاں ہے اور ان میں تحقیق و جستجو کا رنگ بھی
پوری طرح چمکتا ہے۔ ان کا سب سے بڑا وصف یہ تھا کہ وہ مشکل اور دقیق مضامین کو نہ صرف آسان اور
مفہوم زبان میں بیان کرتے تھے بلکہ ان میں شہادت اور حقیقت کا سبب جادو دیکھ دیتے تھے کہ جو کچھ

جوں میں ملازمت چلائی ہوئی ہے اور ان میں اصول تعلیم کا بہ بڑا اور حقیقی پیرا ہے اور ان میں
ہر ایک تعلیم سے باخبر اور متحرک نظر آتے ہیں۔
جب تک جوں میں ادبی آزادی پیدا کرنا چاہئے اس وقت تک وہ کسی لائق نہیں سمجھتے
تھے۔ چنانچہ ان کے سربراہان کو کھانا آواز دے کر اس متاع کو پیش نظر رکھتے ہوئے
تعلیمی فن کو ترویج آگے بڑھانا چاہئے اور مدرس کے لئے ایسے اساتذہ کرام رکھنے چاہئے جو ان کی
ذہنی استعداد کے مطابق انہیں تعلیم دے سکیں اور ان کی اخلاقی اور ذہنی تربیت بھی کر سکیں تاکہ وہ بڑے بہادر
کی کام لیں۔

☆☆☆☆

[illegible]

مرزى خيال:

[illegible]

ہماری دولت محمد قوامی وراثت حاصل تھی کہ جسے جب تک کہ کھیتیں لگ رہی تھیں اور ان کی آمدنی کا 72 فیصد ہی
محمد قوامی کی اہم مرضی اور ان کی برائی پناہ تو تھیں تو یہ وراثت حاصل نہ کر لیں کہ کیا قوامی وراثت کے
خامیوں کی اصلاح محتاج اور جب تک کہ اس کو ایجاد کرنے والوں کے لئے جو کچھ ضروری ہو گا۔

معنی الفاظ کے معانی	
معانی	لفظ
الفاظ	معنی
فہم	معنی
معنی	لفظ
لفظ	معنی
معنی	لفظ
لفظ	معنی

قوی عزت

تعارف:

[illegible]

خطه:

[illegible]

مولوی ذریعہ صلح خیز بنی ہوئی ایک قصبہ "بھٹی" (بھٹن پیدا ہوئے۔) کا تعلق رکھتے ہیں۔
 خیریت: دوسرے ممبر گھرانے کے قائد کا سن ۱۸۳۱ء سے ان کے والد کا گھرانہ اصل کا تھا۔
 آپ نے پڑھ لکھا، اپنے والد کے پیش میں کمالیہ تعلیم حاصل کی اور ان کے بعد دینی تعلیم
 آپ نے پڑھ لکھی اور ابتدائی عمر میں کمالیہ حاصل کیا۔ ۱۸۵۴ء میں ان کے اتحاد (صلح مجرات) میں مدد
 دی۔ مولوی اب ظفر علی خان، قلعہ اور قلعہ میں کمالیہ حاصل کیے۔ ۱۸۵۷ء کے بنگالہ میں ایک
 عہدہ پر مقرر ہوئے۔ اس کے بعد مجرات سے دینی تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۵۷ء کے بنگالہ میں ایک
 دیگر قادیان قادیان میں جہاں جس کے صلے میں ان کا بیٹا ظفر علی خان پیدا ہوا۔

مؤلف نے جو شخص سے عقائد کا بیان کیا ہے اس کا نام ہے ایبٹ 1831ء میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق ہے۔
 جنوبی اوسٹریا میں گھومنے کے بعد وہیں اس کا بیان ہے کہ اس نے کئی کئی بار اوس میں گھومنا شروع کیا تھا۔
 آپ نے فریئر میں داخلہ کیا۔ وہیں اس نے 1854ء میں داخلہ کیا۔ وہیں اس نے کئی کئی بار اوس میں گھومنا شروع کیا تھا۔
 اوس میں گھومنے کے بعد وہیں اس کا بیان ہے کہ اس نے کئی کئی بار اوس میں گھومنا شروع کیا تھا۔
 وہیں اس کا بیان ہے کہ اس نے کئی کئی بار اوس میں گھومنا شروع کیا تھا۔

مذہبِ ہندی کو کم سے کم بتیگی نہ کہوں گے۔ انہوں نے اگر بڑی بڑی دفعہ خود بھی انگریزوں کی قانون کی کتاب Penal Code میں ۴۴۴ سے اوپر جمع کیا جس سے علاقہ کی حالت کی نظر میں ان کی قدر و منزلت بڑھائی اور انہیں ہمہ تسلیم کے طور پر عمل میں جس درجہ اور نگہ پر لایا۔ اس زمانہ میں ہندوستان کے لئے سب سے بڑا مفید قدم

۱۸۷۴ء میں حکومت حیدرآباد نے نذیر احمد کو ملوایا۔ جہاں وہ ترقی کرتے ہوئے "بورڈ آف

یونین کی برہنہ کی بہرہ کے پتہ پہنچے۔ 1894ء میں انہیں اس خدا کی عظمت کے سامنے جس نے ان کی
کھلیوں کو 1910ء میں پنجاب یونیورسٹی نے ڈی ایس ایل اور انڈین یونیورسٹی نے ایم ایل ایل ڈی کی
ان کی ڈی ایس ایل کی ڈی۔ 1912ء میں ایم ایل ایل کا تعلق ہو گیا۔

تول نظر:

مولوی عزیز احمد رو سے پہلے مولانا فاضل ان کے ہاں اردو، فارسی، انگریزی میں تفسیر اور ان کی شیعہ تفسیریں۔ کہانی مولانا فاضل ان کے کہ کر پچھلے کمال نہیں کر سکتا۔ یہی بات ہندو اور ان کی حکومت کا سب سے بڑا دلی ہے۔

[illegible][illegible]

حوالت

[illegible]

سوال نمبر 2۔ سید مہدی علی گھنیہ والوں کے کس دور سے تعلیم رکھتے ہیں؟

جواب: سید مہدی علی کا طلعتیہ تحریک انصاف العلوم کے اس دور سے تھا جس میں مرید اور اُن کے رفقاء شامل تھے۔ جنہوں نے مل کر علم و اُن کی ترقی و ترقی اور مسلمان قوم کی عزت اور آقا کے لیے شکر و شکر کیا۔

سوال نمبر ۳۔ اس شخص میں مصنف نے قوم کی کون کون سی غلطیوں کی طرف اشارہ کیا ہے؟

[illegible]

خلاصہ:

[illegible]

۱۔ اے مولا صاحب! منقطع جس کی ہیں وہ بڑے ذور در دلاں کے اپنے موقتہ کے
جمع ہوتے کرتے کی خوش کرتے ہیں بعض وقت کے درمیان منقطع ہوتے یا متاخر
ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ ہے کہ وہ کہتے ہیں۔

خیر اگرچہ مکالمہ ٹکرائی کے موجد سمجھے جاتے تھے مگر ان کے مکالمے اور انہجائی حدوں پر کافی نظر آئے ہیں باوجود بقائے فطرت اور تقصیر یا کجراہجائی و کجگلوں اور سوال و جواب۔

مولوی مازہ رسول فریدی کے عادی تھے وہ مختصر کو چلانے کے عادی تھے۔ وہ بات کو سینٹ کر کے چھان نہیں کر رہے تھے بلکہ ان کے دماغ پر تلے ہوئے غیر ضروری لطوات کا احساس ہوتا ہے۔

10- محاضرتي اصطلاح:

[illegible]

اگرچہ ایک اور ہیرو اسی طرح کی شہادت دے کر ہوا ہے۔ مگر اس کی شہادت کے لئے اس نے اپنے آپ کو قربان کر دیا ہے۔ اس کی شہادت کے لئے اس نے اپنے آپ کو قربان کر دیا ہے۔ اس کی شہادت کے لئے اس نے اپنے آپ کو قربان کر دیا ہے۔

[illegible]

[illegible]

حوالہ:

[illegible]

قشرب

[illegible]

اقتصادی بحران

”مفسرین تو ایسی شرمندہ ہوئی کہ گھڑوں یا نیاں پر گیا۔ اب اسٹانی بی سے آگے سامنے نہیں کر سکتی

[illegible]

اہم اقتباسات کی تشریح

اقتصادی نمبر ۱

”استغفر اللہ! کیا یہ دنیا فضیلت پر قائم ہوئی تو ساتھ لے جا کر امنی کے کتب میں بخلا آئے؟
 کیا یہ اسلامی کی، یہ لٹیکہ کی جی ٹی ہے۔ جس کا کہہ سکتی ہوں گا کہ وہ لے جاتی ہے، اس کو ایسا ارب“ کہہ

-07-42-VS-CM-R-64

...the ...

وہیں وہ کسی حد تک آسانی سے کہہ سکتا ہے۔

[illegible]

100

2019/10/16

مجلس شورای اسلامی

2017-11-11 11:11:11

[illegible]

$\frac{d}{dt} \left(\frac{\partial L}{\partial \dot{x}} \right) = \frac{\partial L}{\partial x}$

میں نے اس کے لئے جو کچھ کر سکا وہ کر دیا ہے

ضمیمہ

۱۔ مگر رزی الفاظ کا استعمال

JK-2

574

24

White

1954

1957

[illegible]

1904ء کی دہائی کی تحریکوں کی طرف سے خوشگوار، کا اظہار ہے۔

وہ دیکھتا ہے کہ اس نے اپنے ہاتھ سے کیا ہے۔

[illegible]

[illegible]

مرکزی خیال:

מולדאווא

سورۃ الاحقاف حسن حالی سے اس میں حق سے بیگانہ نہ کہ کوہست غمزدگی کی حالت اور ان کے
 احوال کی یاد دلا رہی ہے۔ عبت ہی سے قہر ماکہ، قہر ہوتا ہے۔ اور ان کی اس کے شعور کی بھر
 میں ہی ان کی یاد دلا رہی ہے۔ عبت ہی سے قہر ماکہ، قہر ہوتا ہے۔ اور ان کی اس کے شعور کی بھر
 ادا ہے جس نے قہر میں ان کی یاد دلا رہی ہے۔ عبت ہی سے قہر ماکہ، قہر ہوتا ہے۔ اور ان کی اس کے شعور کی بھر
 دہم زدہ ہو کر اس کے جس قہر سے ان کی یاد دلا رہی ہے۔ عبت ہی سے قہر ماکہ، قہر ہوتا ہے۔ اور ان کی اس کے شعور کی بھر
 کے انہیں کہ قہر ماکہ، قہر ہوتا ہے۔ اور ان کی اس کے شعور کی بھر
 میں بیخیز اور اوردہ رہتی۔ آج ہمارے قہر کی حالت یہ ہے۔ عبت ہی سے قہر ماکہ، قہر ہوتا ہے۔ اور ان کی اس کے شعور کی بھر
 تھکان سے ہونے والی اور ان کے شعور سے قہر ماکہ، قہر ہوتا ہے۔ اور ان کی اس کے شعور کی بھر
 بھی ہے۔ اس میں اس کے قہر ماکہ، قہر ہوتا ہے۔ اور ان کی اس کے شعور کی بھر
 سلسلہ میں اس کے قہر ماکہ، قہر ہوتا ہے۔ اور ان کی اس کے شعور کی بھر

۱۰۰

-5-

مشکل الفاظ کے معانی

اقتباس نمبر 1

"مرئی میں ایک مشہور عقولہ ہے جس کے معنی ہیں کام کرنا زندگیوں کو ملایاں ہے اور سب مردوں کو اس قول کے موافق ہم پر چکایا جیتے ہیں کہ وہی قوم جس کو ملایا جاتی ہے وہیں ایک کسب کسب کر رہتی ہیں۔" جان بانی نہیں رہی۔"

حوالہ:

یہ اقتباس خواجہ الطاف حسین حالی کے مضمون "ہم جیتے ہیں یا مر گئے" سے لیا گیا ہے۔ ان میں مولانا الطاف حسین حالی قوم کی بے اداری اور بی رحمی پر افسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ملایا جیتے ہیں اور سب مر رہے ہیں۔ اس میں ختمی موت اس حقیقت میں الطاف حسین حالی قوم کی ترقی اور کامیابی صرف اور صرف ملایا جیتے ہیں۔

دیتے ہیں۔

تشریح:

مرئی کا ایک مشہور کلمات ہے کہ کام زندگی کی علامت ہے اور بے کاری موت کی راہ ہے۔ کیا موت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا جانور نہیں تو ہمیں یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ کیفیت قوم ہمارا روح ہے جان اور جہاد ہو سکتی ہے۔ ہمارے اندر ترقی کرنے کی انگلی اور لگن اور درون تک ہمارا روحی دوسرا اہلکار ہے۔ ہمارے اندر وہ جو جیتے ہیں اور ہم سب زندگی کے اصل مقصد اور عمل "کام" کو یاد دلاتے ہیں اس حقیقت کی پروا بھی نہیں کرتی جانتے ہیں کہ ترقی کا دار و مدار صرف اور صرف انھیں ہے۔ جیتے ہیں یا نہیں۔ بصورت دیگر ہمارا کام ہے جس اور مردہ اقوام میں شمار کیا جائے گا۔

اقتباس نمبر 2

"قوم کی ترقی کا دار و مدار صرف اس بات پر ہے کہ اس کے افراد میں عموماً مستعدی و ہمت و استقلال کے ساتھ کام کرنے کی عادت پائی جاتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کسی خاندان ملک کسی قوم میں ایک شخص بھی ایسا پیدا ہوا ہے جس میں یہ صفات موجود ہیں تو اس کی ذات سے تمام خاندان ملک قوم کو نادمہ پہنچا ہے۔ جس قوم کے افراد میں کوئی شخص نہیں پائی جاسکتا جس میں یہ صفات نہ ہوں۔" سادہ کے موافق ترقی کی ہماری تہذیب حاصل نہ کر سکتی۔"

حوالہ:

یہ اقتباس خواجہ الطاف حسین حالی کے مضمون "ہم جیتے ہیں یا مر گئے" سے لیا گیا ہے۔ ان میں حالی نے افراد قوم کی ترقی کے ذوال اور اسباب تحریر کیے ہیں اور ان کی اصلاح کی گنجائش

ہیں۔ حالی اپنی قوم کا جائزہ لیتا جاتے ہیں کہ ہماری قوم کی جاندار ہے یا بے جان ہو چکی ہے۔ حالی اپنی قوم کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ چند ایک شخص کی مثالوں سے قلع قمع کرنا تو بڑی قوم میں کچھ نہیں پائی جاسکتی۔

تشریح:

مولانا الطاف حسین حالی لکھتے ہیں کہ قوم کی ترقی کا دار و مدار افراد کی اصلاح و ہمت و جوش و خروش اور تہذیب و تمدن پر منحصر ہے۔ افراد کی بدولت قوم ترقی یا تہذیب کی جانب متحرک رہتی ہیں۔ قوم کے افراد کی جانکشی اور ان کا عزم و حکم انہیں کامیابی کی پیڑھی کی طرف لے جاتا ہے۔ اگر یہ تمام خوبیاں خاندان کے کسی ایک فرد میں جمع ہو جائیں تو اس کی وجہ سے دارالخاندان صرف نادمہ نہ رہتا ہے بلکہ کوشش کرتا ہے۔ اس ایک فرد کی اچھی خوبیوں کی بناء پر وہ دارالخاندان کو موت کی نظر سے ڈھکا جاتا ہے۔ یہی صورت حال ایک قوم کی ہے۔ اگر کسی قوم میں یہ تمام صفات دکھائی دے اور جاسے تو وہ قوم اپنے وراثت کے مطابق ترقی ضرور کرتی ہے اور ایک نیا ایسا ہی آئے گا کہ ہمارے کسی دوسری قوم کی طرح ہماری قوم بھی ترقی کی جانب اول میں تہمت زد ہوگی۔

اقتباس نمبر 3

"ہم کو جو ک شہادت سے ملی ہوئی ہے مگر چاہتے ہیں کہ کہیں سے پکا پکا ہتھیار مل جائے تو کھائیں۔ ہم یہاں کے مارے مارے جاتے ہیں مگر کھتر ہیں کہ کوئی خدا کا بندہ ہمارے میں سے کسی کو پائی چاہا ہے۔ ہم تو کل کو اس لیے ضروری نہیں سمجھتے کہ اس میں خدا ہر مرد و مراد ہوتا ہے۔ کلاس کے لیے تقریر کے لیے سے ہم کو کچھ کہ نہیں پڑتا۔ ہم اپنا اور ہمارے کاموں کو کچھ یاد دلاتے ہیں مگر نہ اس لیے کہ کوئی حقیقت ہم اپنا کیا ایسا سمجھتے ہیں بلکہ صرف اس لیے کہ ہم کو ہمارے ہاں نہ پڑیں۔ ہم اس حیل و تدبیر کی طرح انھیں کے خوشوں سے اس لیے ہانکتے ہیں جو حاکم ان کو کھنکھتے ہیں بلکہ اس لیے کہ ان کے توڑنے میں ہم کو دقت معلوم ہوتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم کو کچھ نہیں پڑتا۔ ہماری حالت ہم کو کھنکھاتی ہے اور ہمارے افعال ہمارے قول کی تکلیف دہ کرتے ہیں۔"

حوالہ:

یہ اقتباس مولانا الطاف حسین حالی کے مضمون "ہم جیتے ہیں یا مر گئے" سے لیا گیا ہے۔ حالی لکھتے ہیں کہ ہماری قوم کے عملی اور جہاد کا نظارہ ہے اور اس کی وجہ سے متعدد تہذیب و تمدن کی خود پسندی ہے۔ ترقی کی راہ پر آگے بڑھنے کے لیے یہ بات پیش نظر ہونی چاہئے کہ ہم نے اپنے آپ کو تہذیب اور تمدن کی کیفیت سے کاٹنا ہے اور اس کے میدان کو پھانپنا ہے۔

عالم تہذیبی: مولانا شبلی نعمانی 1857ء میں ملتان میں پیدا ہوئے۔ اس زمانے کے مشہور علماء سے فاضل اور متفق کی تعلیم مولانا محمد نجاتی سے رکھی۔ 17 سال کی عمر میں تاجزیر مسلم سے فارغ التحصیل ہوئے۔ حصول تعلیم کے لئے ناہی پور، غازی پور، لاہور، کراچی، کابل اور جہاں سے جو کوئی ملک ملائے ہوئے۔ حصول تعلیم کے لئے ناہی پور، غازی پور، لاہور، کراچی، کابل اور جہاں سے جو کوئی ملک ملائے ہوئے۔ حصول تعلیم کے لئے ناہی پور، غازی پور، لاہور، کراچی، کابل اور جہاں سے جو کوئی ملک ملائے ہوئے۔

مولانا شبلی نعمانی 1857ء میں ملتان میں پیدا ہوئے۔ اس زمانے کے مشہور علماء سے فاضل اور متفق کی تعلیم مولانا محمد نجاتی سے رکھی۔ 17 سال کی عمر میں تاجزیر مسلم سے فارغ التحصیل ہوئے۔ حصول تعلیم کے لئے ناہی پور، غازی پور، لاہور، کراچی، کابل اور جہاں سے جو کوئی ملک ملائے ہوئے۔ حصول تعلیم کے لئے ناہی پور، غازی پور، لاہور، کراچی، کابل اور جہاں سے جو کوئی ملک ملائے ہوئے۔ حصول تعلیم کے لئے ناہی پور، غازی پور، لاہور، کراچی، کابل اور جہاں سے جو کوئی ملک ملائے ہوئے۔

مولانا شبلی نعمانی 1857ء میں ملتان میں پیدا ہوئے۔ اس زمانے کے مشہور علماء سے فاضل اور متفق کی تعلیم مولانا محمد نجاتی سے رکھی۔ 17 سال کی عمر میں تاجزیر مسلم سے فارغ التحصیل ہوئے۔ حصول تعلیم کے لئے ناہی پور، غازی پور، لاہور، کراچی، کابل اور جہاں سے جو کوئی ملک ملائے ہوئے۔ حصول تعلیم کے لئے ناہی پور، غازی پور، لاہور، کراچی، کابل اور جہاں سے جو کوئی ملک ملائے ہوئے۔

اور ادب میں مقام:

مولانا شبلی نعمانی اور ادب میں بلند پایہ مقام کے مالک ہیں۔ ان کا شمار اردو کے سرخوش میں ہوتا ہے۔ سید ابوالاعلیٰ دہلوی شبلی کے بارے میں فرمایا ہے کہ: "مختار و پیچھے میں نہیں نے تاریخ ہندو مت تک جو علماء کو ان کے ناموں سے ایک مستقل نشان دیا ہے"

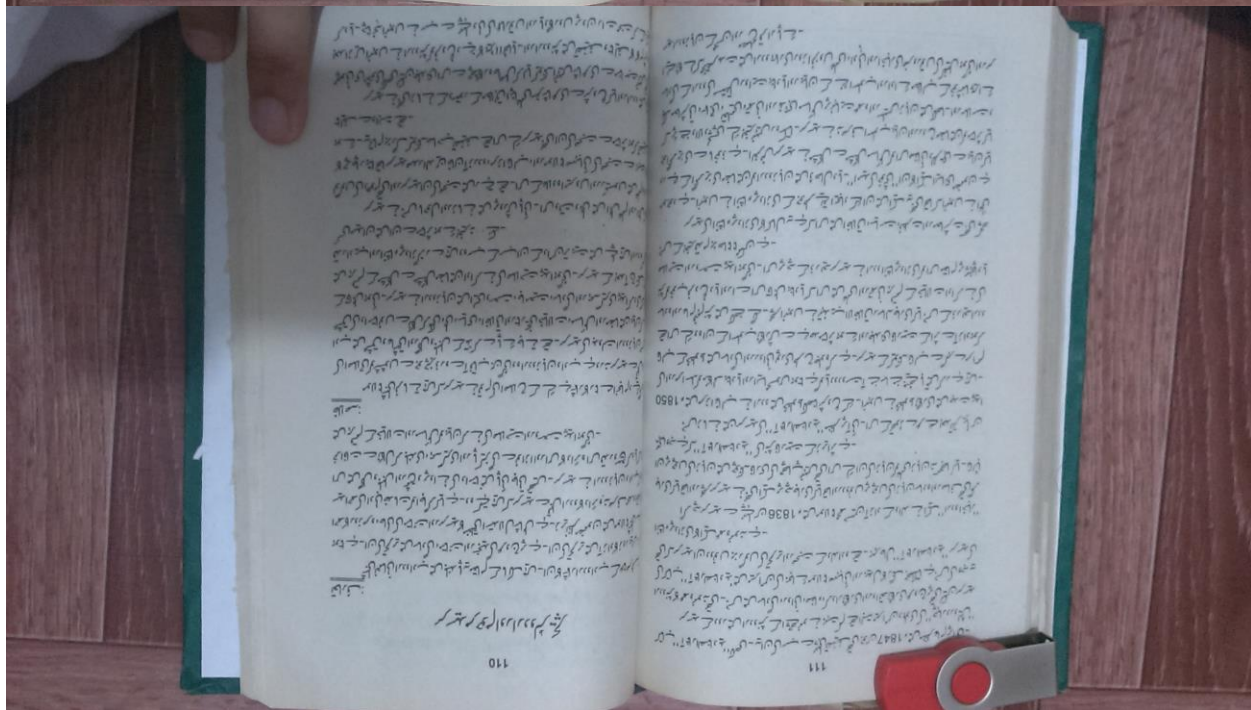
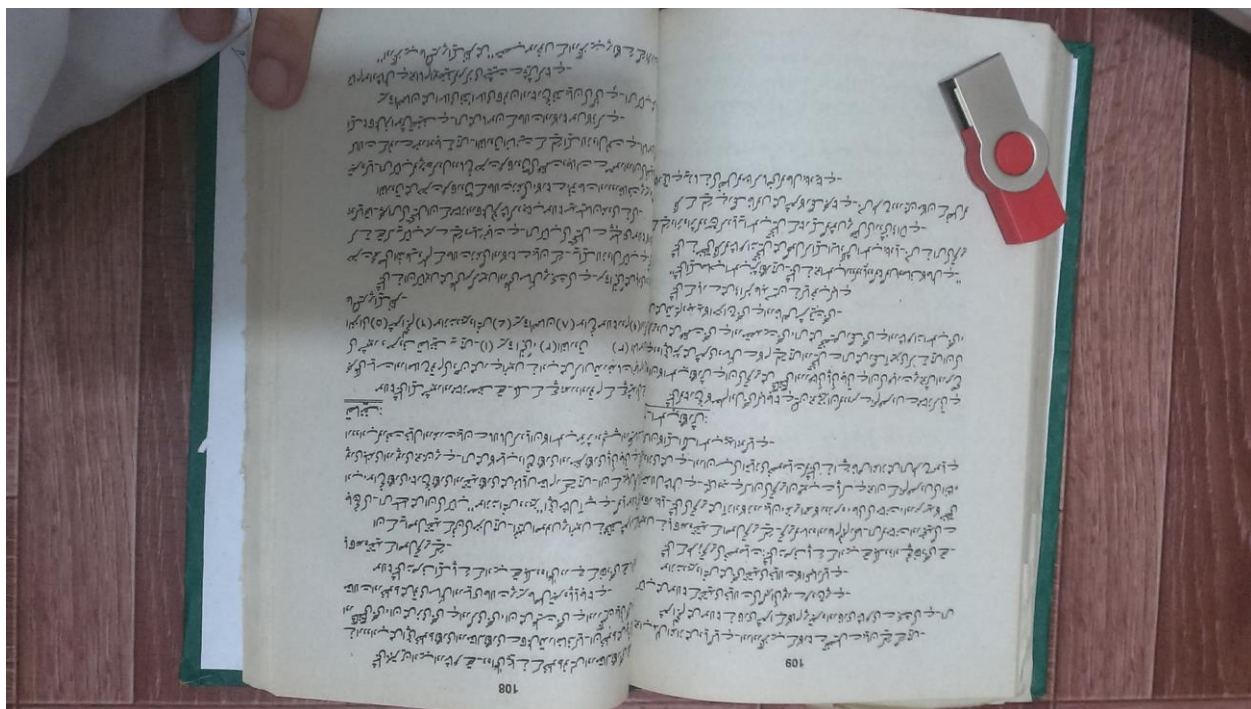
انہی کے شبلی کے بارے میں جرنل نے لکھا ہے۔ اس میں لکھی گئی کہ نہیں ہے کیونکہ شبلی جرنل دہلی کے تھے۔ شبلی کے بارے میں جرنل نے لکھا ہے۔ اس میں لکھی گئی کہ نہیں ہے کیونکہ شبلی جرنل دہلی کے تھے۔ شبلی کے بارے میں جرنل نے لکھا ہے۔ اس میں لکھی گئی کہ نہیں ہے کیونکہ شبلی جرنل دہلی کے تھے۔

مسلمانوں کے عالم کی تعریف کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت بھی کر دی ہے کہ ان سے ملایا گیا عالم کی حالت ہے۔ اور وہ کچھ کی تہذیب اور ثقافت کی سطح پر نظر آتا رہے ہیں۔ اگر ان سے پوچھا جائے کہ وہ کی گزرا نے کے ہیں وہ کھنڈ ہیں کہ جدید کچھ کرکٹوں پر وقت کر لیا جائے۔ میرا کہ وہ کی گزرا نے کے ہیں وہ کھنڈ ہیں کہ جدید کچھ کرکٹوں پر وقت کر لیا جائے۔ میرا کہ وہ کی گزرا نے کے ہیں وہ کھنڈ ہیں کہ جدید کچھ کرکٹوں پر وقت کر لیا جائے۔

میرا کہ وہ کی گزرا نے کے ہیں وہ کھنڈ ہیں کہ جدید کچھ کرکٹوں پر وقت کر لیا جائے۔ میرا کہ وہ کی گزرا نے کے ہیں وہ کھنڈ ہیں کہ جدید کچھ کرکٹوں پر وقت کر لیا جائے۔ میرا کہ وہ کی گزرا نے کے ہیں وہ کھنڈ ہیں کہ جدید کچھ کرکٹوں پر وقت کر لیا جائے۔ میرا کہ وہ کی گزرا نے کے ہیں وہ کھنڈ ہیں کہ جدید کچھ کرکٹوں پر وقت کر لیا جائے۔

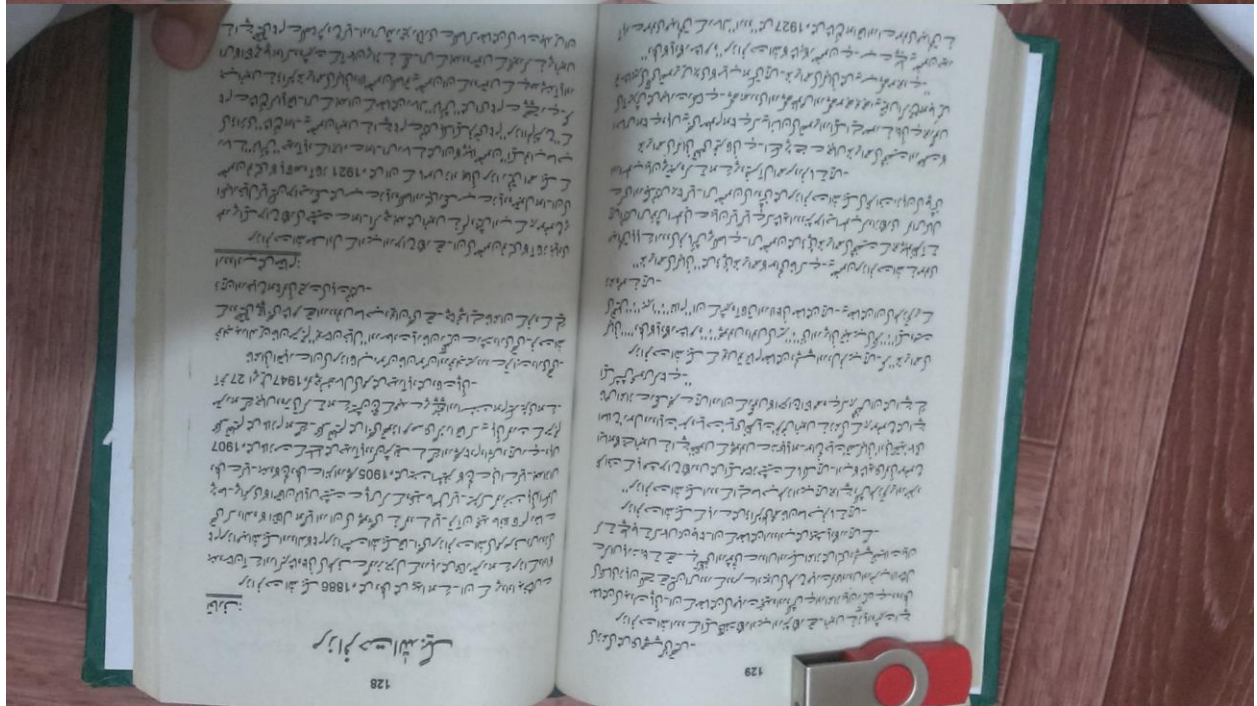
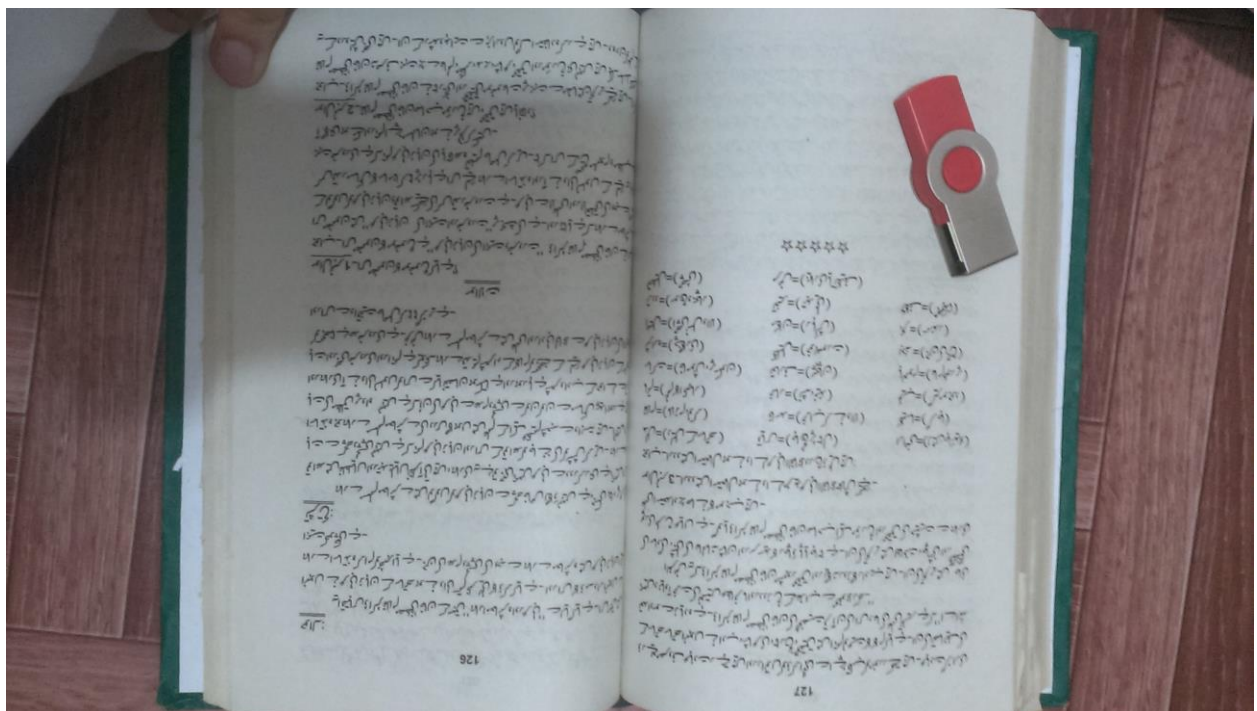
میرا کہ وہ کی گزرا نے کے ہیں وہ کھنڈ ہیں کہ جدید کچھ کرکٹوں پر وقت کر لیا جائے۔ میرا کہ وہ کی گزرا نے کے ہیں وہ کھنڈ ہیں کہ جدید کچھ کرکٹوں پر وقت کر لیا جائے۔ میرا کہ وہ کی گزرا نے کے ہیں وہ کھنڈ ہیں کہ جدید کچھ کرکٹوں پر وقت کر لیا جائے۔ میرا کہ وہ کی گزرا نے کے ہیں وہ کھنڈ ہیں کہ جدید کچھ کرکٹوں پر وقت کر لیا جائے۔

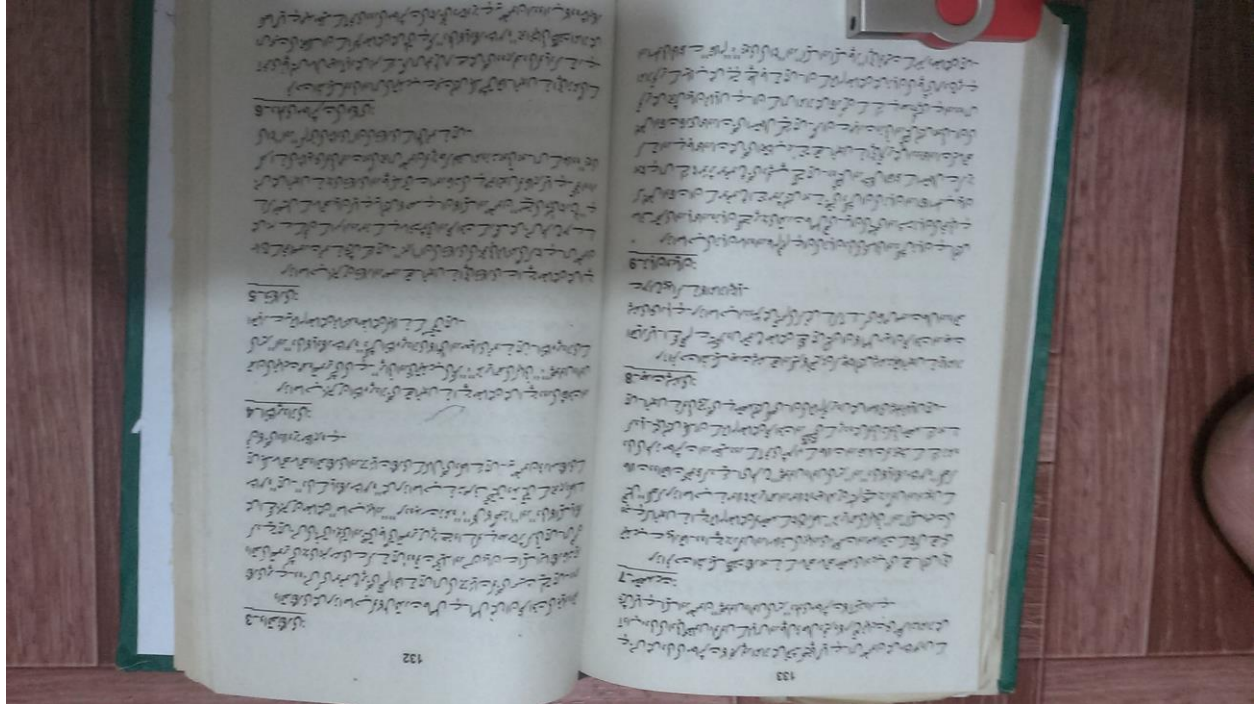
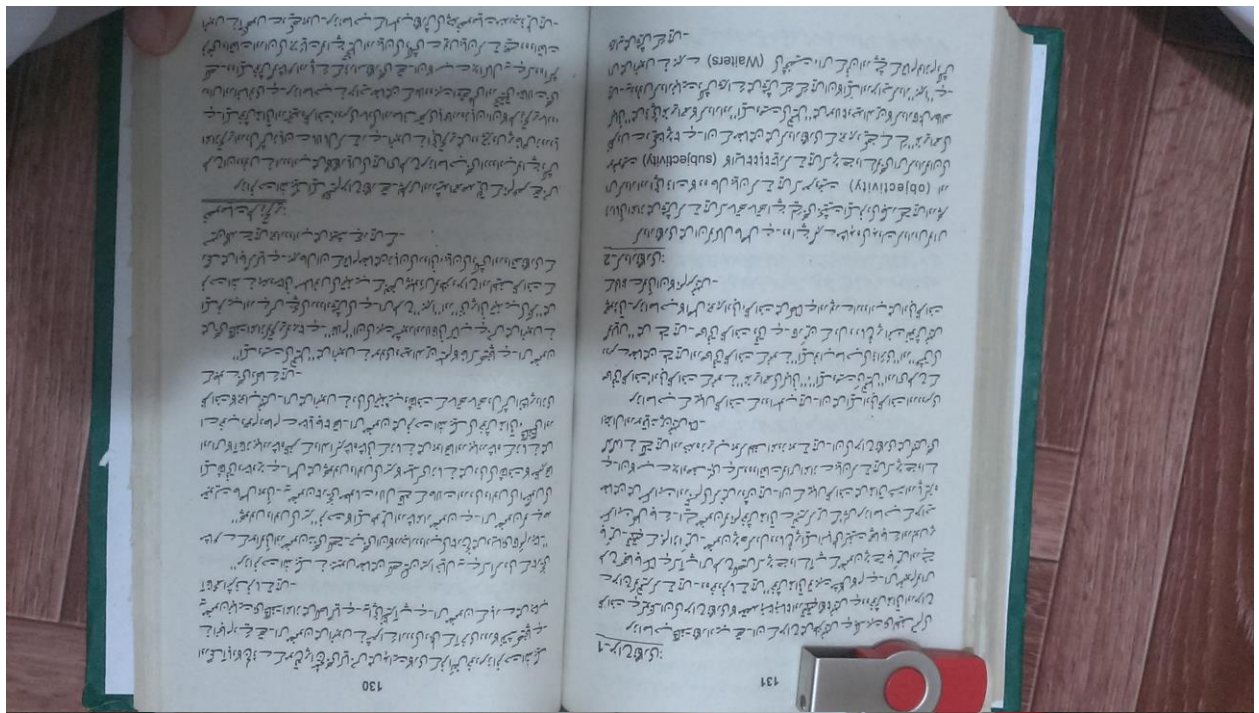
میرا کہ وہ کی گزرا نے کے ہیں وہ کھنڈ ہیں کہ جدید کچھ کرکٹوں پر وقت کر لیا جائے۔ میرا کہ وہ کی گزرا نے کے ہیں وہ کھنڈ ہیں کہ جدید کچھ کرکٹوں پر وقت کر لیا جائے۔ میرا کہ وہ کی گزرا نے کے ہیں وہ کھنڈ ہیں کہ جدید کچھ کرکٹوں پر وقت کر لیا جائے۔ میرا کہ وہ کی گزرا نے کے ہیں وہ کھنڈ ہیں کہ جدید کچھ کرکٹوں پر وقت کر لیا جائے۔



121

120





[illegible]

یہ صرف پسند کرتا ہے بلکہ میری قابلیت اور صلاحیت کو بھی مانتا ہے۔ تم اگر میری قابلیت کو تسلیم نہیں کرتے تو کہہ سکتے تھے کہ میری قابلیت اور صلاحیت کو تو میں نہیں پرہتا۔

مرزا فرحت اللہ ایک لکھے ہیں کہ مولوی صاحب الفاظ نے در سے تیں ملے۔ پڑا کر

کر رہے ہیں کیونکہ ان کا رستے بے جا ہے۔

مگر جوہر نے میں ان کا کوئی حالی نہیں ہے۔ ترجمہ دہلی میں اسی خوبصورتی سے حکماء اور اس

۱۹۸۹ء کے دوران تاجپوٹکی پر جو اگر بڑی کتاب کبھی گئی تھی اس کے ترجمہ کی ذمہ داری اسی پر تھی۔

نذیر احمد دہلوی کو سنی گئی ان کے اس کام کی انجاء ہوئی کے لئے انہوں نے محمد تاجز (فرستہ) لکھ دیا۔

کی خدمات بھی ہیں۔ لیکن اصلاح کر لے بعد وہ حلقہ عموماً صائب و صاف رہتا ہے۔ یہ اس کی ایک خاص بات ہے۔

اب اگر اہل اور میاں والی امین کہ یہ ترجمہ دار ہے، یقین ماننے کے دروزوں جھوٹے ہیں۔

مرزا صاحب اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ مولوی صاحب اور جس لڑائی پر جو روایت ماحول

نہیں۔ میں اس وقت تک کہ یہ تصانیف کو اللہ تعالیٰ کا انعام

جسے جی تعزیرات، بھڑکا تر جہ مولوی نذیر احمد دہلوی کی ایک شہرہ آفاق تصنیف ہے۔ جس میں

کر کے اٹھا لے:۔

مولوی نوکر تہ جسٹس کی پرکھ، حاصل تھا۔ اور اس پر انہیں نواز تھا۔ ان کے تہ جسٹس یہ فرمایا

ہی کہ ہر لفظ اپنی جگہ مناسب اور برکس کھلاں پیتا تھا اور اس کی جگہ سے کوئی ہاتھ نہیں سلا تھا۔

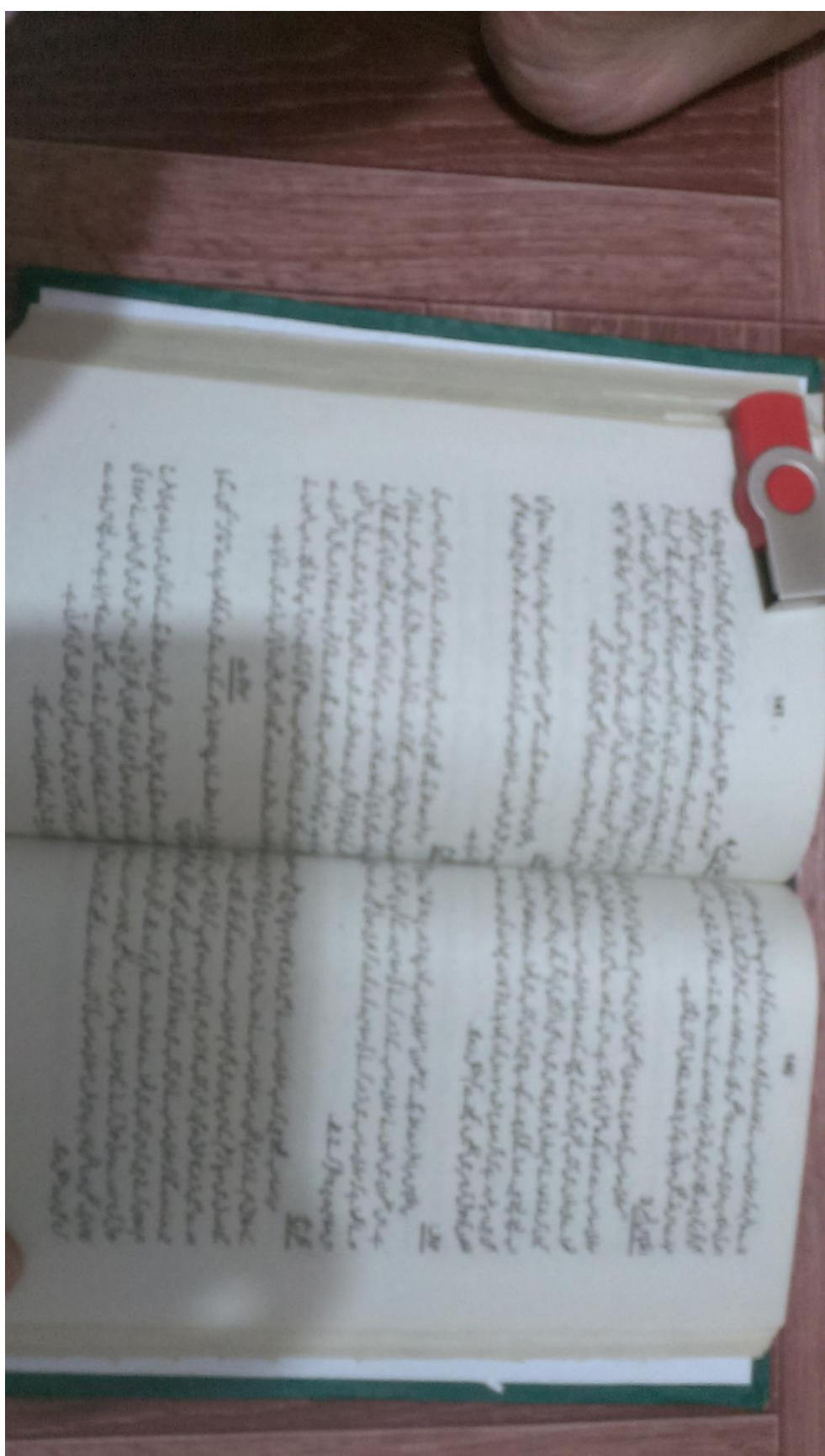
کے لیے جو یہاں وہ سن صاحب قندوزی کے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ تیرے جسم ہمارے بہت بڑا ہے

اور قی کا ریزہ ہے اور آسمان کا لہر ہے۔

موسیقی کو بڑا چھوڑ کر باقی الفاظ اور عبارت سے استعمال میں اس قدر مبالغہ کرتے ہیں کہ یہاں تک

کواسی طرح استعمال کرنے سے کہ تو غریب ہندو کا ترجمہ آن تک

ہوں جا اور ایک خط لکھی کہ اے اچھے انسان! میں نے تم کو ان مجید کار خیز جن کی بات



1961ء میں کراچی میں انتقال کیا۔

[illegible]

عربوں نے اس سال کے جواب دیے۔ عربوں کی کسی قوم پر اس وقت کوئی اثر نہ تھا۔

[illegible]

حسن کا نام نہ نکھرا ہوا ہے۔ خیالات کی رعنائی اور جذبات کی مصوری اور مغز کی نگینہ خیالات کے انسانی کی

روایت:

[illegible]

جباریدرملدزم کے افسانوں میں حسن و جمال کی حسین نفاس جلو کر رہا ہے اور

کے توحید کے افسانوں کو بھی پڑھنا اور سکون کرانہ مراد ہے۔ ان کی روایت یہ ہے کہ ہمیں ان کے افسانوں کی تلاش کرنی ہے اور شش کا ذکر بھی اس میں خیالات کی لطافت بھی ہے اور روح کی تازگی بھی۔

5- طرز و مزاج:

خود پر عمل درآمد کے لیے اگر آپ کو اس بارے میں کوئی شک ہے تو اس بارے میں اپنے محکمہ کے سربراہ یا کسی اور شخص سے مشورہ کر سکتے ہیں۔

6۔ جذبات نگاری:

کامیابی پر جذبات کی سبکی میں غافل بہت، کھینچے جاتے ہیں۔ اپنے کاموں میں ملنا جوتا کر لے کر رکھنا ہے۔ ان کے نیچے زواراں سے جھلکا، دیر و روزی، انسانی سے تفریق نہ ہونے والوں۔ سب میں جذبات نگاہ کی کرن ہے۔ مصنف آزاد کے جذبات کی تصویر کشی میں کلارہ اور ان کا خالق ریکٹر، ان کا استاد "صحیح محض" مصنف لطیف کے جذبات کا ناقد اور جلی جلی حنا کا شہرہ مومن "کلیان خان" "عورت کے جذبات" آزاد کا کھنکھارہ ہے۔

58111-1

باجیو ریلوے میں غریبی کی تہذیب کے دلدادہ تھے اس لئے ان کے عام کردار احسن و حسن کے رازدار

جذبات نہایت شاملا الما زمیں میں کر تے ہیں۔ اس لئے انہیں جذبات کا مصدور بھی کہی جا سکتا ہے۔

تصويبات طرز اول:

[illegible][illegible]

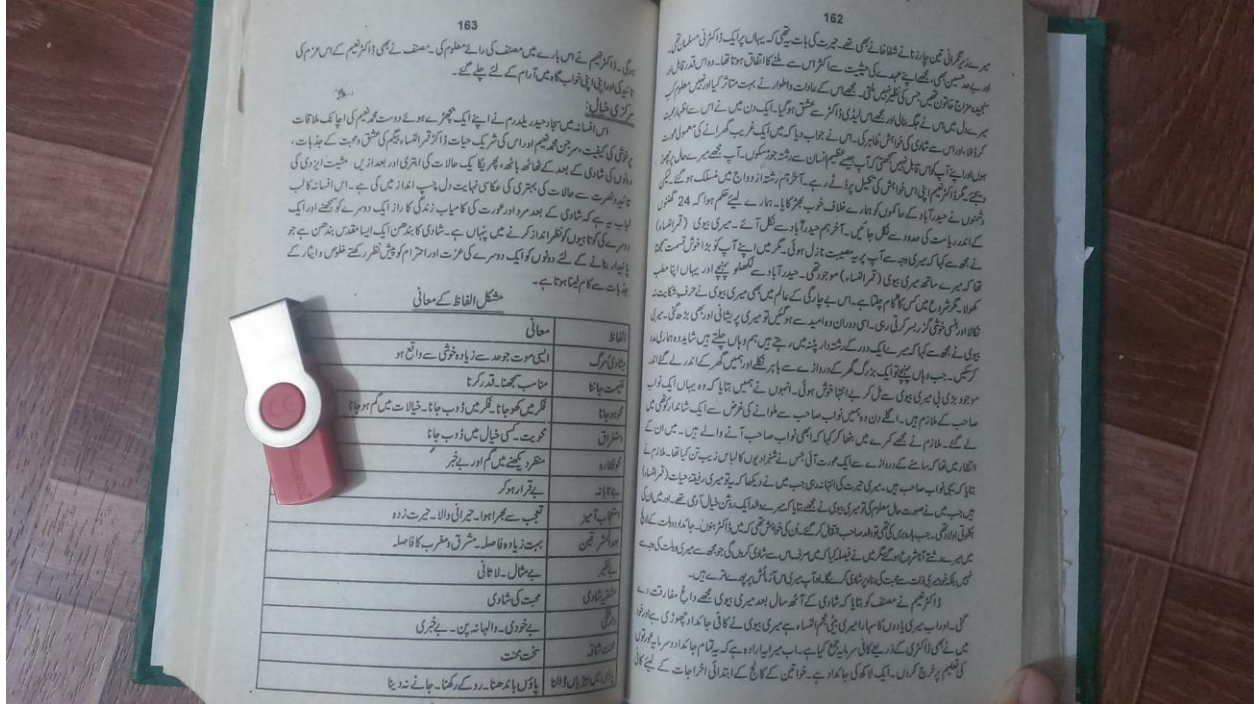
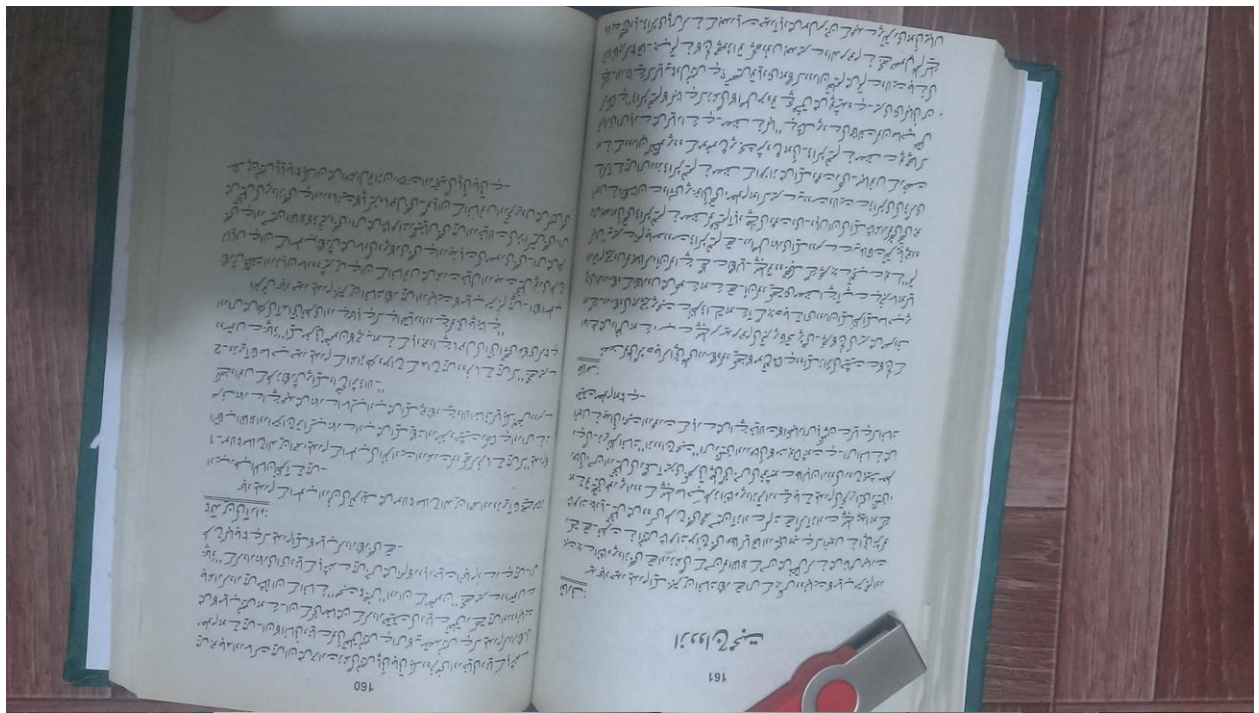
حقاً جلد دوم ہے۔ ان کا عنوان یہ ہے: "سند و سوانح جلیل القادری حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دہلوی رحمہ اللہ کی زندگی اور خدمات"۔ مولانا صاحب دہلوی کی زندگی اور خدمات کا یہ سوانح و سند جلیل القادری ہے۔ ان کے بیان کردہ زندگی و خدمات کا یہ سوانح و سند جلیل القادری ہے۔ ان کے بیان کردہ زندگی و خدمات کا یہ سوانح و سند جلیل القادری ہے۔

2- آخر اريت:

[illegible]

3- انشاءً لطيف:

[illegible]



معانی	الفاظ
ایک موت جو دے زیادہ خوشی سے واقع ہو	موت کی مرگ
مناصب بھرتا۔ قدر کرنا	مناصب بھرتا
قریب کو بھرتا۔ قریب میں ڈوب جانا۔ خیالات میں گم ہو جانا	گم ہو جانا
خوبی۔ کسی خیال میں ڈوب جانا	خوبی
منہ پر بھرتے ہیں گم اور بے خبر	منہ پر بھرتے
بے خبر اور بے خبر	بے خبر اور بے خبر
تعب سے بھرا ہوا۔ چرانی والا۔ جرت زدہ	تعب سے بھرا ہوا
بہت زیادہ قاصر۔ مشرق و مغرب کا قاصر	بہت زیادہ قاصر
بے مثال۔ لامتناہی	بے مثال
محبت کی شادی	محبت کی شادی
بے خودی۔ دالیا ہوا۔ بے خبری	بے خودی
مستحکم	مستحکم
بازوں یا منہ سے روکے رکھنا۔ جانے نہ دینا	بازوں یا منہ سے روکے رکھنا

کلی میں کہ آپ نے جتنی سے کہ جب آپ کی لکھی ہوئی کتابیں کے مکمل جلد جمع کر کے
بے حد کی محنت سے کیا گیا جس کی وجہ سے اس لیے مجھے ہر سال میں بے حد

خالد:

جیسا کہ میں نے پہلے ہی ذکر کیا ہے کہ میں نے اس وقت سے کیا گیا ہے اس وقتوں کے ایک ایک کارنامہ
میں نے اپنی ذات کو (قرضہ) کی محنت میں گزار دیا جو جاتے ہیں اور ان سے شادی کی کوئی بات کا اظہار کرتے
ہیں اور ان کو ہم نے جو کتابیں لکھی ہیں ان کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہتی ہیں کہ

عزیز:

اگر ہم نے جب اپنی ذات کو (قرضہ) سے اپنی محنت اور شادی کا اظہار کیا تو پہلے تو لکھی گئی تھی
تو دوسرے لکھنے والی کا اظہار کیا کہ ان کو ہم کی کتابی اور عاجزی محسوس کرتے ہوئے وہ لکھی گئی
ایک کر جب اور ہم پہلے کی محنت لکھنے والی محنت ہیں۔ جب آپ اپنی محنت سے یہ قرضہ لکھ کر ہمیں تیار
کھا آپ کا اور یہ لکھا کہ جو کہ ہے آپ کا منصب اعلیٰ اور مافیہ شبیت والا تر ہے جذبات کی دہش ہر
آپ نے کسی سے اظہار محبت نہ کیا۔ اور آپ اپنے اہل گھر پر ضرور غصہ کریں گے۔ اس لیے یہی بات
آپ کے لیے بہتر ہوگی کہ آپ مجھے جاننے کا خیال سے نکال دیجئے اور مجھے میرے حال پر مجبور نہ کیجئے

سوالات

سوال نمبر ۱۔ سید محمد یونس خان صاحب کے دور سے تعلق رکھتے ہیں؟
جواب۔ سید محمد یونس خان صاحب نے افسانہ نگاری کے ابتدائی دور سے ہے اور وہ افسانہ نگاری کا آغاز تیسویں صدی
میں ہی پریم چند کے افسانے لکھنے کا سب سے پہلا وقت تھا۔ 1907ء میں لکھا گیا اس ابتدائی دور میں
پریم چند کے ساتھ ساتھ دیگر لکھی افسانہ نگاری کر رہے تھے اس دور میں یونس خان صاحب نے اپنے قلم سے کئی افسانے
لکھوائے اور ان میں سے کئی کے فنکارانہ مجموعہ "خداستان" سن 1911ء میں شائع ہوا۔

سوال نمبر ۲۔ افسانے کو کونسی خیال تھے۔

جواب۔ اس افسانے کا مرکزی خیال یہ ہے کہ بہت سی شادی عام طور پر کامیاب نہیں ہوتی لیکن اگر مرد
اور عورت شادی کے بعد میں کوئی کچھ کر لیا جائے تو پھر ان کا رشتہ ازدواج بھی ختم اور کامیاب
ہو سکتا ہے۔ جب مرد اور عورت میں اطمینان قائم ہو جائے اور وہ ایک دوسرے کا احترام اور احساس کرنے
لیں تو ان رشتہ میں استحکام پائیے اور فرخندہ گری پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس افسانے میں لکھی گئی
ان کو قرضہ لکھنے والے کو ہم نے کئی طرح آزمایا تھا اس لیے یہ خیالوں اور بات بدلی کے بارے
وہ کامیاب نہ ہو سکا اور آخر میں خوش حال رہی وہ بارہا حاصل ہو گئی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

منشی پریم چند

تعارف:

منشی پریم چند کا اصل نام وصیت رائے چند تھا۔ ادبی دنیا میں پریم چند کے نام سے مشہور
ہوئے۔ منشی پریم چند ۱۸۸۰ء میں مشیٹ پٹنہ کے ایک گھرانے میں پیدا ہوئے۔ قلم زنی کے دستور کے
مطابق منشی پریم چند نے ابتدائی تعلیم میں فارسی اور ہندی دونوں ہی میں بہت دور رسالے کے ہونے تو ان کے
والد اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جس کی وجہ سے وہ باقاعدہ تعلیم کا سلسلہ جاری نہ کر سکے اور آلام
روہ کا شکار ہو کر رہ گئے انہوں نے جوں توں کر کے شکرگاہ کالج میں داخلہ دیا اور وہاں کے دوران ملازمت
کے دوران تعلیم کے حصول میں مصروف رہے اور آخر کار پرائمری طور پر بی۔ اے کر لیا۔ بی۔ اے کرنے کے
بعد وہ ایک لال اسکول میں صدر مدراس بن گئے۔ پریم چند نے 1905ء میں باقاعدہ ادبی زندگی کا
آغاز کیا۔ شروع شروع میں انہوں نے کچھ "قرب رائے" کے نام سے "رومانس" لکھے
کاچر میں افسانے لکھنے کا سلسلہ شروع کیا جب انہیں افسانہ نگاری کے فن میں اگلی ترقی کا خیال حاصل
ہوئی تو وہ ملازمت کو خیر باد کہہ کر مستقل طور پر ادبی دنیا سے وابستہ ہو گئے۔

اور ادب میں مقام:

منشی پریم چند نے ادبی دنیا کا آغاز افسانہ نگاری سے کیا اور 1936ء تک افسانہ نگاری اور ناول
نگاری کے فنی پر چھائے رہے۔ انہوں نے تنقیدی مضامین بھی لکھے اور تنقید رائے لکھی جہاں کے
کئی کئی نئے نئے افسانہ نگار عام اور چھوٹے دوام بخشا وہ ان کی افسانہ نگاری کا فن ہے انہوں نے
افسانہ نگاری میں ان کی مہارت اور قدرت حاصل کی کہ ان کا فن اور موجد تسلیم کر لیا گیا۔ منشی
پریم چند وہ پہلے افسانہ نگار ہیں جنہوں نے اردو افسانے کو حقیقت نگاری سے روشناس کیا اور اسے فنی
خیالوں سے آراستہ کر کے ممتاز مقام پر پہنچایا۔ ان کے بارے میں ایسے اردو مولوی لکھتے ہیں کہ فرمایا
ہے کہ منشی پریم چند اور دو افسانے کے سرچاچ ہیں۔ یہ بات بالکل حق ہے کہ منشی پریم چند ہی وہ قد
آور شخصیت ہیں جنہوں نے افسانہ نگاری کی ابتدائی اور سے باہر نئے نئے پہنچایا۔ منشی پریم چند افسانوں
نگار اور نگاروں کے لئے پھر بھی دو اردو ادب میں ہمیشہ زندہ رہے۔

ادبی خدمات

۱۔ افسانہ نگاری:

پریم چند کے ابتدائی افسانوں میں وطن سے محبت کے جذبات نمایاں ہیں مگر آخری اور ان کی
اصل زبان کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ انہوں نے ایسے بلند پایہ افسانے لکھے جو پھر افسانے کے فنی

٧٥٦

[illegible]

[illegible][illegible]

الحمد لله رب العالمين

[illegible]

احمد ندیم قاسمی

تقریباً
انہوں نے کسی ایک شاعر، مضمون نگار، نقاد اور فلم نویس کی حیثیت سے پہلو اور رنجز
سٹام پر کام نہیں کیا۔ انسانی فکری کی میدان میں ان کا مقام بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔ وہ اس کے دور کے
سکون پر انسانی فکری اور انسانی فکری کی شناخت ہے۔

اور دسات اور ادب کے خدمت اور ترقی میں مصروف ہیں۔ بدتر کیا سمجھیں کہ ان کے والدین کیسے یہ سب ان کے لئے کر رہے ہیں۔ "انہیں نے تمام اضافہ ادب میں شیخ آزمائی کے ہر صنف میں نمایاں مقام حاصل کر لیا ہے۔ ان کے والدین کے لئے اور ادب میں اپنی تین مقام عطا کیا۔"

میں نے کہا کہ شاید تم اس کا جواب نہ دے سکو۔

[illegible][illegible]

Journal of Management Studies

1896
 1897
 1898
 1899
 1900
 1901
 1902
 1903
 1904
 1905
 1906
 1907
 1908
 1909
 1910
 1911
 1912
 1913
 1914
 1915
 1916
 1917
 1918
 1919
 1920
 1921
 1922
 1923
 1924
 1925
 1926
 1927
 1928
 1929
 1930
 1931
 1932
 1933
 1934
 1935
 1936
 1937
 1938
 1939
 1940
 1941
 1942
 1943
 1944
 1945
 1946
 1947
 1948
 1949
 1950
 1951
 1952
 1953
 1954
 1955
 1956
 1957
 1958
 1959
 1960
 1961
 1962
 1963
 1964
 1965
 1966
 1967
 1968
 1969
 1970
 1971
 1972
 1973
 1974
 1975
 1976
 1977
 1978
 1979
 1980
 1981
 1982
 1983
 1984
 1985
 1986
 1987
 1988
 1989
 1990
 1991
 1992
 1993
 1994
 1995
 1996
 1997
 1998
 1999
 2000
 2001
 2002
 2003
 2004
 2005
 2006
 2007
 2008
 2009
 2010
 2011
 2012
 2013
 2014
 2015
 2016
 2017
 2018
 2019
 2020
 2021
 2022
 2023
 2024
 2025
 2026
 2027
 2028
 2029
 2030
 2031
 2032
 2033
 2034
 2035
 2036
 2037
 2038
 2039
 2040
 2041
 2042
 2043
 2044
 2045
 2046
 2047
 2048
 2049
 2050
 2051
 2052
 2053
 2054
 2055
 2056
 2057
 2058
 2059
 2060
 2061
 2062
 2063
 2064
 2065
 2066
 2067
 2068
 2069
 2070
 2071
 2072
 2073
 2074
 2075
 2076
 2077
 2078
 2079
 2080
 2081
 2082
 2083
 2084
 2085
 2086
 2087
 2088
 2089
 2090
 2091
 2092
 2093
 2094
 2095
 2096
 2097
 2098
 2099
 2100
 2101
 2102
 2103
 2104
 2105
 2106
 2107
 2108
 2109
 2110
 2111
 2112
 2113
 2114
 2115
 2116
 2117
 2118
 2119
 2120
 2121
 2122
 2123
 2124
 2125
 2126
 2127
 2128
 2129
 2130
 2131
 2132
 2133
 2134
 2135
 2136
 2137
 2138
 2139
 2140
 2141
 2142
 2143
 2144
 2145
 2146
 2147
 2148
 2149
 2150
 2151
 2152
 2153
 2154
 2155
 2156
 2157
 2158
 2159
 2160
 2161
 2162
 2163
 2164
 2165
 2166
 2167
 2168
 2169
 2170
 2171
 2172
 2173
 2174
 2175
 2176
 2177
 2178
 2179
 2180
 2181
 2182
 2183
 2184
 2185
 2186
 2187
 2188
 2189
 2190
 2191
 2192
 2193
 2194
 2195
 2196
 2197
 2198
 2199
 2200
 2201
 2202
 2203
 2204
 2205
 2206
 2207
 2208
 2209
 2210
 2211
 2212
 2213
 2214
 2215
 2216
 2217
 2218
 2219
 2220
 2221
 2222
 2223
 2224
 2225
 2226
 2227
 2228
 2229
 2230
 2231
 2232
 2233
 2234
 2235
 2236
 2237
 2238
 2239
 2240
 2241
 2242
 2243
 2244
 2245
 2246
 2247
 2248
 2249
 2250
 2251
 2252
 2253
 2254
 2255
 2256
 2257
 2258
 2259
 2260
 2261
 2262
 2263
 2264
 2265
 2266
 2267
 2268
 2269
 2270
 2271
 2272
 2273
 2274
 2275
 2276
 2277
 2278
 2279
 2280
 2281
 2282
 2283
 2284
 2285
 2286
 2287
 2288
 2289
 2290
 2291
 2292
 2293
 2294
 2295
 2296
 2297
 2298
 2299
 2300
 2301
 2302
 2303
 2304
 2305
 2306
 2307
 2308
 2309
 2310
 2311
 2312
 2313
 2314
 2315
 2316
 2317
 2318
 2319
 2320
 2321
 2322
 2323
 2324
 2325
 2326
 2327
 2328
 2329
 2330
 2331
 2332
 2333
 2334
 2335
 2336
 2337
 2338
 2339
 2340
 2341
 2342
 2343
 2344
 2345
 2346
 2347
 2348
 2349
 2350

602

[illegible]

802

ما شخصیت کو اپنے مخصوص انداز میں چیں لیا ہے۔

تقدیر نامہ:

[illegible]

المطلب الثاني:

سب کا دل
 شیخ محمد تقی کا سلسلہ توحید سامان شائستہ اور اس ہے اس میں سچائی کی جیسی عظافت اور
 نورانی کھلی کر کے پائی ہیں۔ زبان میں سادگی اور بیاد میں روانی اس قدر پائی جاتی ہے کہ چوتھے
 اور پانچویں جلد میں۔ ان کی تحریر میں عربی اور فارسی کی تشبیہ اور استعارات کا عمارت
 اور زیب الاطلاق بہر موصوفی سے استعمال کئے گئے ہیں جیسے تیرے جو بہر تازہ جڑ سے گئے ہوں۔
 اور اب اس کا سبب ظاہر ہو گیا ہے کہ اس میں زندگی کی شکلیں بھی پائی جاتی ہیں اور طبعی اور تاریخی۔
 اس میں بھی کچھ ایسا پایا ہے اور مذہبی کا کچھ بھی۔ اس میں صوفی بھی ہے اور سنی بھی اس میں
 ائمہ اربعہ بھی ہیں اور اہل تشائستہ بھی۔ اس میں صاف بھی ہے اور فکر کی گہرائی بھی اس میں
 ہے اور بیان بھی ہے اور اندازِ عبارت بھی۔ اس میں سچائی بھی ہے اور خوش گوئی بھی ابویں ان کے اسلوب
 پر ہیجہ بھی ہے اور انفرادیت بھی۔ اس میں سچائی بھی ہے اور کچھ بہر تازہ سامان شائستہ بھی ہے۔
 ظاہر ہے تمام خصوصیات جو مذہب میں ہوئی ہیں اور کچھ بہر تازہ سامان شائستہ بھی ہے۔

براہنسر ابوالیث صدیقی مرحوم نے رشید کے اسلوب نگارش کے متعلق فرمایا۔

"رشید احمد کا اسلوب نگارش فطری ہے اور اس میں سب سے بڑی خوبی بے ساختگی اور برہنہ حقیقتی

ہے۔ یہاں تک کہ محکمات سے لے کر غائب اقبال اور مومن کے اشعار اور خاص طور پر فارسی ادب کی تعلیمات کا تھروں میں دو ٹوک اور یک طرفہ حکم شامل ہے۔ یہاں پر مذکورہ کتب و تصانیف سے اہل اسلام کا دلچسپی ہے۔

موضوعات اسلوب تحریر:

میں نے خود کو ایک عظیم اور درباری پایے کے ادیب ہیں۔ ان کی تحریر میں خاصیتِ نفاذ کی صفائی اور سامانِ نوشتہ کی پانی کی مٹائی ہے، وہ خشک مضامین کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ ہر شخص کو ان کی تحریر کی مثالیں اور مکالمے۔ ان کی تحریر کو ایسا خاصیتِ حسبِ ذیل ہیں۔

۱۰۰- تفسیری طریح معانی -

رشد و نمو کے لیے ایک بہتر ماحولیت میں اور میں اس میں سے انسان کا یہ اور ضرورتوں کی اس میں سے

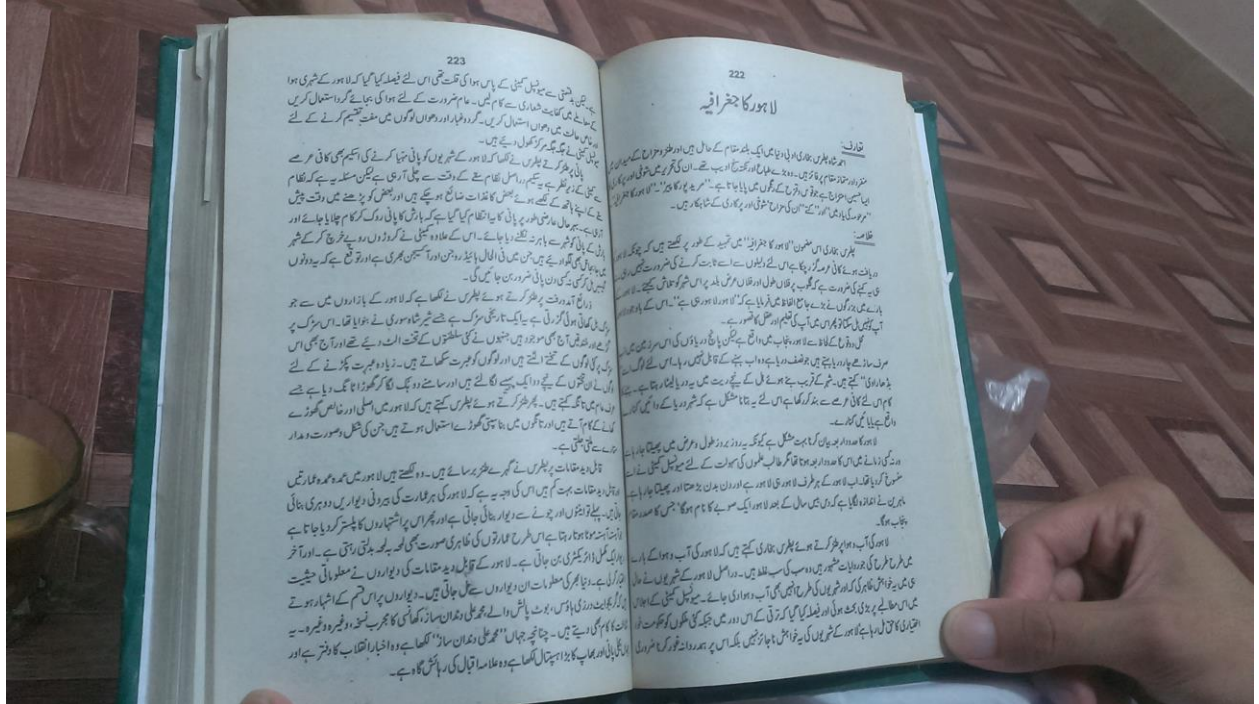
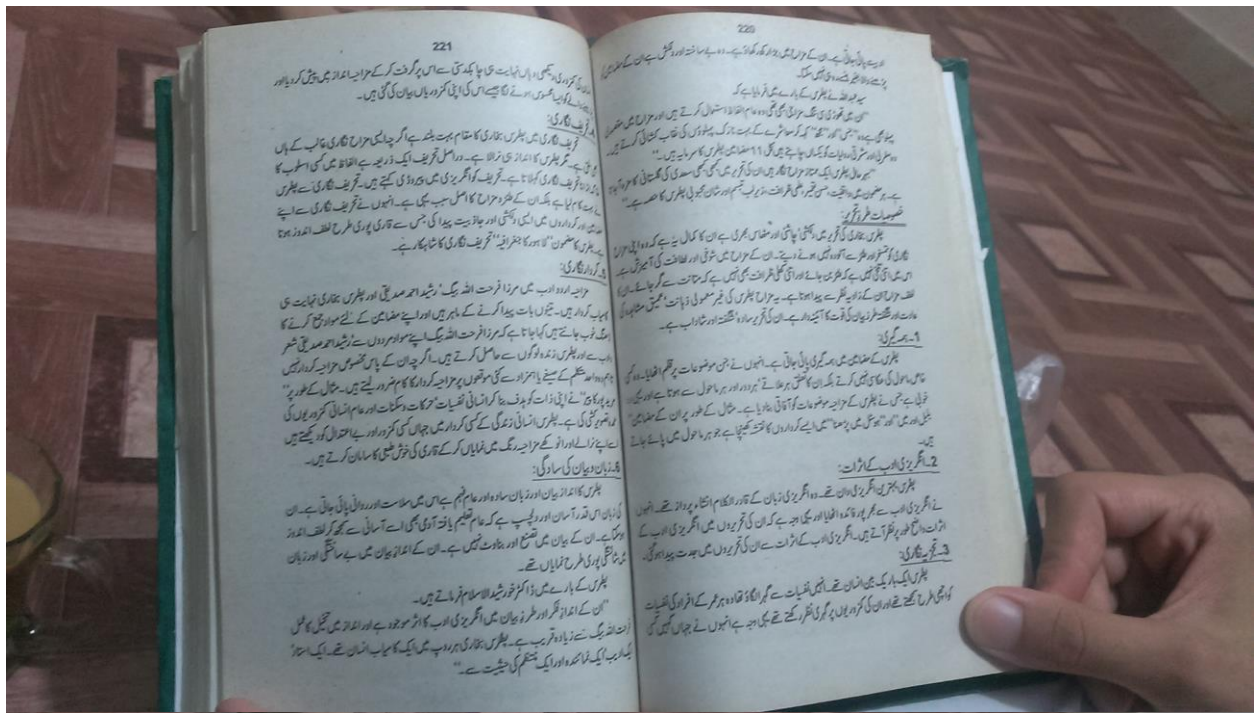
۱۰۱۱-۲

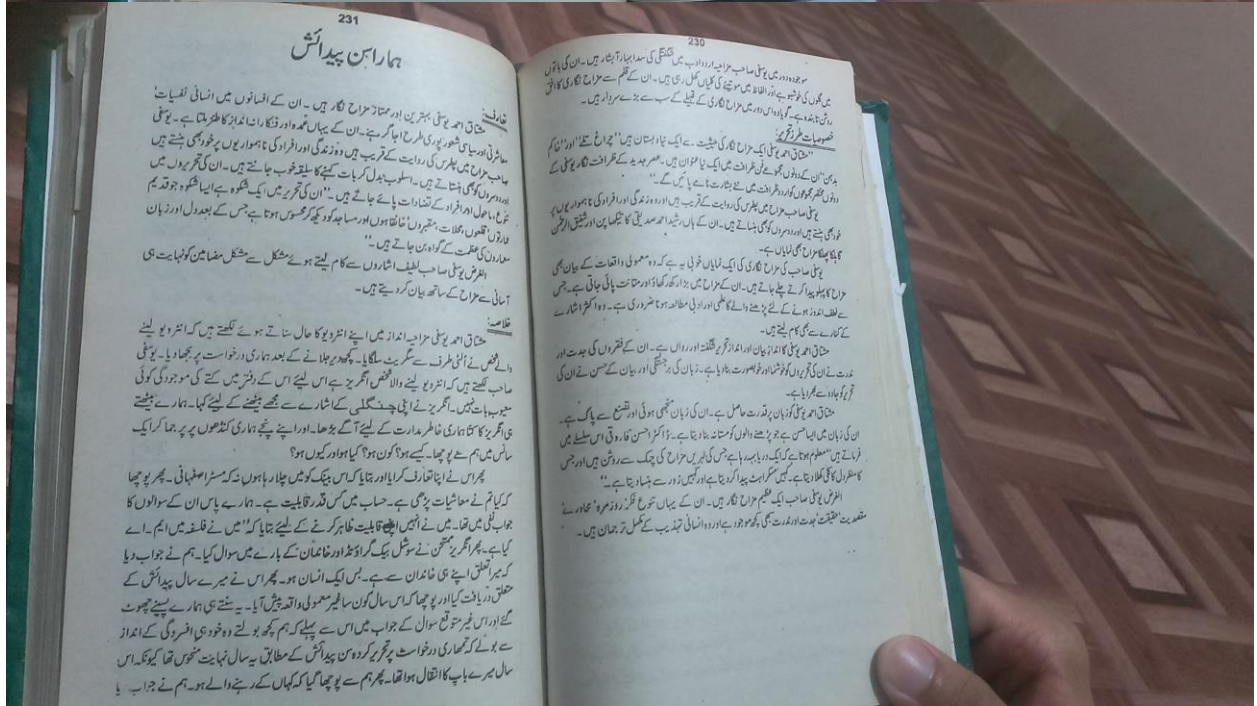
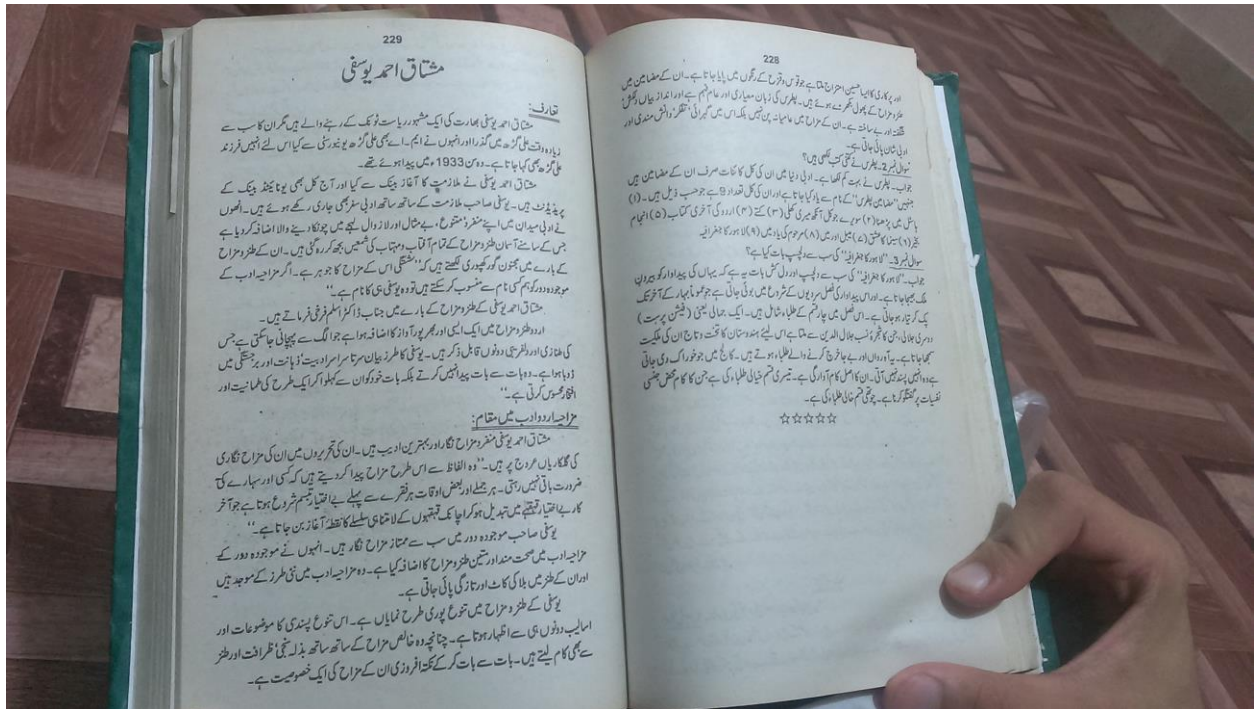
ظہر تنگاری:

[illegible]

خاک رنگاری:

پیشہ اور تعلیمی چیز تک پہنچنا انہوں نے کارنامہ قرار دیا۔ انہوں نے ریاضی اور طبیعیات کے کئی کاموں پر دل جمعی رکھی۔ انہوں نے ان کے زمانے کے سائنسی فوہدوں اور دانشمندانہ فکر کے ساتھ ساتھ ان کے ادبی کاموں پر بھی دل جمعی رکھی۔ ان کے علمی کاموں میں ان کے کئی علمی مضامین اور کئی علمی کتابیں شامل ہیں۔ ان کے علمی کاموں میں ان کے کئی علمی مضامین اور کئی علمی کتابیں شامل ہیں۔ ان کے علمی کاموں میں ان کے کئی علمی مضامین اور کئی علمی کتابیں شامل ہیں۔





[illegible]

مرکزی خانہ :
انتظامیہ : اہل اساتذہ کی مجلسوں سے عزم کر دیا کہ ملازمتوں کے سلسلے میں ہرگز نہ
لڑیں نہ ان کے ملازمتوں کو طرغ پر لے سکیں۔ اس طرح انہیں ایک اور تعلیمی جہش ملی
دی گئی اور انہیں ایک اور کلاس میں تعلیم کا تجربہ کیا۔ یہاں پہلے ہی تعلیمی جہش
میں لیا گیا۔ اس لیے مقابلے کے اختتام پر ان کے اراکین نے مشکل سے مشکل سے ہر کسی کی شخصیت
پر ملازمت حاصل کر لی۔ اس لیے امیدواروں کو بھی یہ قابل ہو کر ان میں بھرتی ہو کر ان کی
ملازمت حاصل کر لی۔ ان کے ملازمتوں کو بھی یہ امیدوار کھائے بنائے۔ ان کی معاشرتوں کو ملازمت اور ان کی
پوری کامیابی کا گھر بن دیا۔ ان کے ملازمتوں کو بھی یہ امیدوار کھائے بنائے۔ ان کی معاشرتوں کو ملازمت اور ان کی
پوری کامیابی کا گھر بن دیا۔ ان کے ملازمتوں کو بھی یہ امیدوار کھائے بنائے۔ ان کی معاشرتوں کو ملازمت اور ان کی

مشکل، الفاظ کے معانی

معانی	الفاظ	معانی	الفاظ
چٹا سیال	رفیق	پتہ آگے کمال	سن پیدائش
بروز پیر بمقبول	پاپر	بچنے کی آواز	بھس
بروز پیر بمقبول	درستی جھروکے	چھوٹی انگلی	چھنگلی
لفظ	دراصلی	اچانک	ناگہ
شیدہ بگھلدار	خوار	براجا پتے والا	ید خواہ
فرقی سزا	کورٹ مارشل	تاریخ لکھنے والا	مورخ
ملاپ و ملاقات کالمجہ	تجزیہ اتصال	مال	حب جاہد مال
تنگنا، نا چکنا	جھما جھم	بد رو دارمہنگ	نیت

[illegible]

۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲

تاجا ہے کہ اس کا ایک اور نام
 محبوب کرنا تھا۔
تفسیر:
 انگریزوں نے والے اس ہنگر پر غصے کے سنہ سے عجیب بدواری تھی جس کی اس بہت کے بجائے
 سے آتی ہے مجھ سے پوچھ گچھ کے دوران سوال کیا گیا کہ تم کب اور کہاں پیدا ہوئے اس سوال پوچھتے
 ہوئے بولے کہ اچھا یہ جانو کہ جس سال تم پیدا ہوئے اس سال کو ان عظیم حادثہ اور واقعہ میں یاد کیا تھا۔ گویا
 اس قسم کے اُن کے سید سے سوالات پوچھنا کا مقصد صرف اپنے آپ کو برتر و اہم بن کر دکھانا تھا۔

